ہفت روزہ بدر قادیان 143516-

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد 46 — شمارہ 23

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن۔

The Weekly BADR Qadian

28 محرم 1418 ہجری 5 احسان 1376 ہش 5 جون 1997ء

اخبار احمدیہ

بیڈ کرازنج (جرمنی) ۲۳؍ مئی (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ آج حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۱۸ویں سالانہ اجتماع کا افتتاح فرمایا اور خطبہ جمعہ میں سورہ اعراف کی آیت ۱۵۹ کے حوالہ سے مضمون بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ تمام دنیا کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا سوائے توحید باری تعالیٰ کے ممکن نہیں اس کیلئے صفات باری تعالیٰ کا اختیار کرنا ضروری ہے۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب کرام دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور اپنی تائیدات و نصرتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

افسوس! حضرت سیّدہ مہر آپا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ رحلت فرماگئیں

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون "بُلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تُو جاں فدا کر"

حضور ایدہ اللہ نے اگلی صدی تک جرمنی میں تعمیر ہونے والی یکصد مساجد کیلئے آپ کی جانب سے تین لاکھ جرمن مارک چندہ پیش فرمایا

ربوہ۔ ۲۲؍ مئی بذریعہ فیکس یہ افسوسناک اطلاع ملی ہے کہ آج صبح فجر کے وقت حضرت سیدہ مہر آپا حرم محترم سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ بعمر ۷۸ سال اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرماگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ کا اصلی نام سیدہ بشریٰ بیگم تھا مہر آپا آپ کا الہامی نام تھا آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت مخلص صحابی حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب کی پوتی اور مکرم حافظ عزیز اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے خاندان کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "بہشتی کُنبہ" فرمایا ہے۔

آپ کی پیدائش اپریل ۱۹۱۹ء میں ہوئی نصرت گرلز سکول قادیان سے ہی آپ نے میٹرک پاس کی جب حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ جو ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی والدہ ماجدہ ہونے کے باعث اُمِّ طاہر کے نام سے جماعت میں مشہور ہیں کی وفات ۵؍ مارچ ۱۹۴۴ کو ہوئی تو ان کے بچوں کی نگہداشت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ایسا انتظام فرمائے کہ ان بچوں سے اپنائیت رکھنے والی کوئی مشفق و مہربان ماں انہیں مل جائے دوسری خواہش حضور رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ تھی کہ ایسی جگہ شادی ہو کہ حضرت ام طاہر مرحومہ کے رشتہ دار بھی آزادی سے گھر میں آجا سکیں چنانچہ شادی سے قبل حضور رضی اللہ عنہ نے خواب میں ایک فرشتہ دیکھا جو مہر آپا کو بلانے کے لئے کہہ رہا تھا اس الٰہی بشارت کے مطابق آپ نے حضرت سیدہ ام طاہر کی بھتیجی اور موجودہ حضور ایدہ اللہ کی ماموں زاد بہن سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ سے جو بعد میں اپنے الہامی نام کے مطابق حضرت ام طاہر کے بچوں کیلئے عملی طور پر مہر آپا ثابت ہوئیں ۲۴؍ جولائی ۱۹۴۴ء کو شادی کی۔ اس طرح حضرت سیدہ مہر آپا اپنے بزرگ والدین کے گھر سے رُخصت ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "اہل بیت" میں داخل ہو گئیں اور "خواتین مبارکہ" کے الہامی گروہ میں شامل ہونے کی سعادت آپ کو نصیب ہوئی۔ آپ سے نکاح کے موقعہ پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا۔

"میرے لئے یہ زمانہ دوڑ کا زمانہ ہے اور میں امید نہیں کرتا کہ میرا رحیم و کریم خدا ایک طرف تو مجھے دوڑنے کا حکم دے اور دوسری طرف ایک پتھر میرے گلے میں لٹکا دے کہ میں دوڑ نہ سکوں اس رحیم و کریم سے میں ایسی امید نہیں کر سکتا اور اس کے ہی فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ نکاح قبول کرتا ہوں کہ وہ اس گھر میں آنے والی کو سلسلہ کا خادم بنائے اسلام واحمدیت کی خدمت کی توفیق عطا کرے اور اس غرض کو پورا کرنے والا بنائے جو میرے مدنظر ہے یعنی مرحومہ کے بچوں کی نگرانی اور تربیت کی توفیق عطا کرے۔ غریبوں اور مسکینوں کیلئے ہمدرد اور مہمانوں کیلئے خبر گیر ہو اسلام اور بلسلہ کی خدمت میں اپنی زندگی خرچ کرنے والی ہو تا جب وہ دنیا سے رخصت ہو تو خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے مالک کا سلام پہنچاتے ہوئے اس کی روح کے استقبال کیلئے آگے بڑھیں۔ (الفضل یکم اگست ۴۴ء)

حضرت سیدہ مہر آپا نور اللہ مرقدھا کو ۲۱ سال تک حضرت مصلح موعودؓ کی پاک محبت اور رفاقت کا شرف حاصل رہا اس دوران آپ اپنے الہامی نام اور حضرت مصلح موعودؓ کی مذکورہ دعاؤں کی قبولیت کا زندہ نشان ثابت ہوئیں۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے آپ کی وفات کے اگلے روز ۲۳؍ مئی کو جرمنی میں ارشاد فرمودہ اپنے خطبہ جمعہ کے آخر پر حضرت سیدہ مرحومہ کے اوصاف حمیدہ کا مختصر تذکرہ فرماتے ہوئے بتایا کہ آپ مہر آپا کے الہامی نام کے عین مطابق تھیں اور جس غرض کیلئے حضور رضی اللہ عنہ نے آپ سے شادی کی تھی آپ نے اس غرض کو نہایت پیار و محبت اور جذبۂ اپنائیت سے پورا فرمایا حضور نے فرمایا کہ جیسا کہ الہام میں آپ کا نام مہر آپا بتایا گیا تھا ہمارے ساتھ (یعنی حضور انور اور آپ کی تینوں بہنوں کے ساتھ) آپ کا بالکل مہر و وفا ظاہر کرنے والی آپا جیسا سلوک تھا حضور انور نے یہ بھی بیان فرمایا کہ چونکہ حضرت سیدہ مہر آپا کے متعلق ڈاکٹروں نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو سکتی اس لئے بھی حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو ہی شادی کیلئے پسند فرمایا کہ تا ہم بہن بھائیوں کو آپ اپنی اولاد کی طرح پال سکیں اور انہیں اپنی اولاد کی کمی کا بھی احساس نہ ہو حضور نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا سلوک ہم سے بالکل اس الہامی نام کے عین مطابق تھا۔

حضرت سیدہ مرحومہ نور اللہ مرقدھا کو گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی اعلیٰ خدمات کی بھی توفیق ملی آپ امتہ الحی لائبریری کی منتظم رہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انسپکٹر جلسہ سالانہ کے فرائض انجام دیتی رہیں۔ ۱۹۵۵ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یورپ کے دورہ پر تشریف لے گئیں ۱۹۶۵ء میں آپ نائب صدر لجنہ اماء اللہ کے عہدہ پر فائز ہوئیں مالی قربانیوں کے لحاظ سے بھی آپ ایک اعلیٰ مقام پر فائز تھیں۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مذکورہ خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے کہ آپ نے شروع سے ہی اپنی جائیداد کا انتظام و انصرام میرے سپرد کر دیا ہوا تھا اور آخر پر اپنے رشتہ داروں سے تحریری اجازت لیکر تمام جائیداد جماعت کے نام پر وقف کر دی تھی حضور انور نے فرمایا چونکہ آپ کی وفات کی اطلاع مجھے جرمنی میں ملی ہے اسلئے آج میں جرمنی میں آئندہ صدی تک تعمیر کی جانے والی ۱۰۰ مساجد کیلئے حضرت سیدہ مہر آپا مرحومہ کی جانب سے ۳ لاکھ جرمن مارک کا عطیہ پیش کرتا ہوں اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ ممدوحہ نور اللہ مرقدھا کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ بعد وفات آپ کی جائیداد خدا کے گھروں کے بنانے میں خرچ ہوئی۔ حضرت سیدہ مہر آپا نور اللہ مرقدھا نے ایک موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہمارے میاں طاہری ہر لحاظ سے بہت اچھے ہیں ایک دفعہ انہوں نے ایک جلسہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق تقریر کی تھی تقریر بہت ہی اچھی تھی اور تقریر کرنے کا انداز ایسا پیارا تھا کہ تمام مجمع پر رقت طاری ہو گئی اس پر فرمانے لگیں ابھی تو ابتداء ہے آگے دیکھنا اللہ کے فضل سے کیسے نکلتے ہیں۔ یہ میں اسلئے نہیں کہہ رہی کہ وہ میرے پھوپھی زاد ہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے اور ایسا کہتے ہوئے آپ کی آنکھوں میں آنسو تھے"۔ (بحوالہ گلشن مہدی مرتبہ فرحت مبشر صفحہ ۲۰۷۔۲۰۸)

حضرت سیدہ ممدوحہ بیحد مہمان نواز خلیق، غرباء پرور اور ملنسار تھیں بڑھاپے کی وجہ سے آپ کئی عوارض سے علیل تھیں آپ نے یہ عرصہ حیات نہایت صبر شکر اور رضائے الٰہی کے جذبہ کے تحت اپنے لئے اور

(باقی صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان : :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

پروفیشنل تعلیم اور اخلاقیات

پہلے روز سے ہی جبکہ بچہ سکول کیلئے اپنے نرم و نازک ہاتھوں سے بستہ تیار کرتا ہے ماں باپ اور دیگر لواحقین کے ذہنوں میں بالعموم یہی بات ہوتی ہے کہ ان کا بچہ اچھی سے اچھی تعلیم حاصل کر کے کوئی ایسا پیشہ اختیار کرے یا ایسی ملازمت پر فائز ہو جائے جو اقتصادی اعتبار سے خود اس کیلئے اور اس کے لواحقین کیلئے ایک عمدہ ذریعہ معاش بن جائے اور اس کیلئے شروع سے ہی اچھے سکولوں کی تلاش کی جاتی ہے اور پھر انٹر یا بی اے اور بی ایس سی کے بعد خاص طور پر ایسے کورسز کی طرف توجہ کی جاتی ہے جو براہ راست اعلیٰ ملازمتوں کے حصول کیلئے ممد و معاون ہوتے ہیں۔

ایسے کورسز جو سکول یا کالج کی تعلیم کے بعد ملازمتوں کے حصول کیلئے کار آمد ثابت ہوتے ہیں ان میں داخلے یا تو طالب علم کی اعلیٰ قابلیت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور یا پھر امراء ڈھیروں روپیہ خرچ کر کے اپنے بچوں کیلئے ان کورسز میں داخلوں کو ممکن بناتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سکولوں اور کالجز کی تعلیم کے بعد ایسے کورسز انسانی معاشرہ کی ترقی اور اس کے کثیر المقاصد فوائد کیلئے بے حد ضروری ہیں لیکن جو طرز ان دنوں وطن عزیز میں ان کورسز میں داخلوں کیلئے اپنائی جاتی ہے اس میں اصلاح کی یقیناً بہت گنجائش ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ایسے مفید عام کورسز جن میں ڈاکٹری اور اس سے متعلقہ کئی شعبے۔ انجینئرنگ یا اس سے متعلقہ شعبے اسی طرح کئی قسم کے ٹیکنیکل کورسز شامل ہیں آزادی کے پچاس سال بعد بھی عوام کی ضروریات کے اعتبار سے ان کو سکھانے کے ادارہ جات ملک میں بہت کم ہیں۔ مثال کے طور پر آپ باصلاحیت ڈاکٹرز اور ہیلتھ سے متعلق مختلف ڈگری یافتہ افراد کو ہی لے لیجئے عوام کی ضرورتوں کے مقابل پر ایسے افراد کی تعداد کم ہے اب بھی وطن عزیز کے ہزاروں دیہات اور قصبے ایسے ہیں جو ایسے افراد سے حاصل ہونے والی علمی و عملی سہولتوں سے محروم ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ایسے خدمتگاروں کی تعداد کم ہے بلکہ جو میسر ہیں ان کی خدمات بھی بالعموم بڑے شہروں میں انہی لوگوں کیلئے وقف ہیں جنہیں معاشرے میں طبقہ امراء کہا جاتا ہے آخر اس کی وجہ کیا ہے ؟

جیسا کہ اوپر طبی شعبہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اسی مثال کو مزید واضح کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ طلباء جب انٹر پاس کرنے کے بعد ایم بی بی ایس کیلئے داخلہ ٹیسٹ میں بیٹھتے ہیں تو ان کی دو صورتیں ہوتی ہیں ان میں سے چند تو وہ ہوتے ہیں جو اس پوزیشن میں آجاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں ملک کے میڈیکل کالجز میں داخلے مل جاتے ہیں لیکن ہزاروں وہ بھی ہوتے ہیں جو معینہ پوزیشن کو حاصل نہیں کر سکتے ایسی صورت میں اُمراء کے بچے ڈونیشن کے نام پر باقاعدہ بھاری رقوم خرچ کر کے داخلے حاصل کرتے ہیں اور بعض کو بعض مخصوص ہستیوں کے سفارشی کوٹوں سے فائدہ مل جاتا ہے اور اس کیلئے بھی انہیں بھاری بھر کم رقوم خرچ کرنی پڑتی ہیں۔ اور اس طرح کی بھاری رقمیں خرچ کر کے ملک کے ہزاروں نوجوان ہر سال مختلف قسم کی پروفیشنل تعلیمات میں داخلے لیتے ہیں۔

جس وقت ایسے نوجوانوں کو داخلے مل جاتے ہیں تو خود ان کا اور ان کے اوپر بھاری رقمیں خرچ کرنے والے لواحقین کا یہ جذبہ کہ تعلیم کو مکمل کر کے وہ بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کریں گے سراسر مفقود ہوتا ہے کیونکہ ایک تو امیر خاندانوں کے چشم و چراغ بالعموم دورانِ تعلیم اس قدر محنت نہیں کرتے جس سے ان کی مخلصانہ خدمات کی توقع کی جاسکے دوسرے ان کی تمام تر توجہ اس امر پر مرکوز ہوتی ہے کہ جو بھاری رقمیں وہ اپنی تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں اسے بہر حال ملازمت یا کاروبار کھولنے کے بعد عوام سے ہی وصول کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملازمت پیشہ اپنی تنخواہوں کے ساتھ ساتھ غریب اور مفلوک الحال عوام سے وہ کچھ بھی حاصل کرنے میں دریغ نہیں کرتے جسے عرف عام میں "بالائی آمدنی" کہا جاتا ہے اور جسے اپنے کئے ہوئے خرچ کو پورا کرنے کیلئے یہ بہر صورت جائز خیال کرتے ہیں۔ دوسری طرف جو نوجوان ان پروفیشنل ڈگریوں سے اپنا ذاتی کاروبار چلاتے ہیں وہ بھی ہر صورت میں یہی خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے پاس آنے والا کوئی بھی ضرور تمند اپنا سب کچھ ان پر نچھاور کئے بنا نہ چلا جائے اور اسے عرف عام میں "چمڑی ادھیڑ لینا" بلکہ "کپڑے اتار لینا" بھی کہتے ہیں اور یہی سب کچھ ہمارے ملک میں ۔ جی ہاں اس ملک میں۔ جو چند ماہ بعد اپنی آزادی کی پچاسویں سالگرہ منانے کی تیاریاں کر رہا ہے جاری و ساری ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کے چند لوگ دو دو ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہے ہیں اور کروڑوں لوگ نہایت تیزی سے غربت و افلاس کی گہری کھائی میں گرتے چلے جا رہے ہیں

دوسری طرف ہزاروں نوجوان ایسے بھی ہیں جو اپنے ملک کے غریبوں کو ان کی معیار کے مطابق خوش کر سکنے کی سکت نہیں پاتے **تو دیار غیر کا رخ** کرتے ہیں تاکہ وہ غیر ممالک کے اونچے معیار زندگی کے باعث اپنے حاصل کردہ علم کی اونچی سے **اونچی قیمت لگا** سکیں۔

سوال یہ ہے کہ اس مشکل کا حل کیا ہے انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں اس پر کسی قدر روشنی ڈالی جائے گی۔

(باقی)

(منیر احمد خادم)

۱۹۴۱ سے ایران میں سینکڑوں زلزلوں میں ۲ لاکھ سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ حالیہ زلزلہ سے صوبہ خرم کے ۲۲ دیہات مکمل تباہ ہو چکے ہیں مرنے والوں کی تعداد ۵۰۰۰ سے زائد

۱۰ مئی کو مشرقی ایران میں شدید نوعیت کا زلزلہ آیا جس میں پانچ ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوگئے صوبہ خرم کے ۲۲ دیہات مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں بچنے والوں کی تلاش اور بچاؤ کا کام ٹیمیں جاری رکھے ہوئے ہیں بچنے والوں اور مختلف ہنگامی سروسز کے کرمچاریوں نے مسمار ہونے والی عمارتوں کے ملبہ سے لاشوں اور زخمیوں کو باہر نکال کر رات دن کام کرنے والے میڈیکل مراکز میں بھیجا۔ زلزلہ کے جھٹکوں سے خوف زدہ ہزاروں لوگوں نے اپنے گھروں سے باہر رات گزاری۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ زلزلہ نے پڑوسی ملک افغانستان میں کافی نقصان پہنچایا ہے۔

قاعین اور بر جند قصبوں کے ارد گرد کے علاقہ میں جہاں زلزلہ کے شدت کے جھٹکے محسوس کئے گئے میں تقریباً ۲۰۰ گاؤں کے مکان مسمار ہو گئے یا ان کو زبردست نقصان پہنچا میں ۵۰ بچاؤ ٹیمیں بذریعہ ہیلی کاپٹر بھیجی گئیں۔

اور ایران کے مختلف حصوں سے زلزلہ سے متاثرہ علاقہ کیلئے کافی تعداد میں بچاؤ ٹیمیں پہنچ رہی ہیں۔ ایرانی فوج کی کچھ یونٹوں نے بھی بچاؤ مہم میں حصہ لیا ہے۔ زلزلے سے متاثرہ عوام کیلئے کمبل تمبو اور خوراک بھیجی جارہی ہے اس زلزلہ سے متاثرہ خوراساں صوبہ جو کہ افغانستان سرحد کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا ہے وہ زراعتی ریجن کے طور پر جانا جاتا ہے جہاں زعفرانی پروڈکشن ہوتی ہے اس زلزلہ میں ۵۰۰۰ افراد زخمی ہوئے۔ لیکن کچھ اور رپورٹوں کے مطابق زخمیوں کی تعداد ۴۰۰۰۰ بتائی جاتی ہے۔ پچھلے ۳ ماہ کے اندر ایران میں یہ تیسرا بڑا زلزلہ آیا ہے اور ۱۹۹۰ سے آئے زلزلوں سے زیادہ شدت کا زلزلہ بتلایا جاتا ہے۔ اس وقت زلزلہ میں لگ بھگ ۴۰۰۰۰ افراد مارے گئے تھے اس سال ۲۸ر فروری کو جو زلزلہ آیا تھا اس میں ۱۱۰۰ افراد ہلاک ہوئے تھے یہ اردابل ریجن میں آیا تھا اس سے پہلے ۴ فروری کو زلزلہ کے ۲ جھٹکوں میں ۸۰ افراد ہلاک ہوئے تھے یہ زلزلہ دیش کے نارتھ میں بوجزو میں آیا تھا اور ۲۱ جون ۱۹۹۰ کو شدید نوعیت کا زلزلہ آیا تھا جس نے نارورن ایران کے رنجان لور گلان صوبوں میں ۴۰۰۰۰ افراد کی جان لی تھی ایک اندازے کے مطابق ۱۹۴۱ سے ایران میں ۲ لاکھ سے زائد افراد زلزلوں میں ہلاک ہو چکے ہیں لگ بھگ سارا ایران کافی زیادہ خطرے والا زلزلہ زون قرار دیا جاتا ہے اور کم اور شدید نوعیت کے کئی سو زلزلے ہر سال ایران کے مختلف علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں۔

ایران کی خبر رساں ایجنسی ارنا۔ زلزلوں کی جانکاری دینے والی مشہد میں انسٹی ٹیوٹ کے حوالے سے کہا ہے کہ زلزلہ کی لپیٹ میں آنے والا علاقہ مشہد اپنی سنٹر سے ۳۷۰ کلومیٹر دور تھا۔ کوین کے گورنر موج تابہ صادیقیاں نے متاثرہ علاقہ میں ایمبولینس اور میڈیکل ایڈ بھیجنے کو کہا ہے ان کے مطابق یہ زلزلہ ۲۸ء۱ بجے بعد دوپہر آیا اس سے دیہی علاقوں میں دہشت پھیل گئی۔ یہ علاقے کوئین پہاڑی کے دامن میں ہیں شری مہدی سیاوتی جو کہ ایرانی آفات ناگہانی آرگنائزیشن خرسان صوبہ کے سربراہ ہیں نے کہا ہے کہ بیر جند اور کوئین قصبوں میں کافی زیادہ تباہی آئی اور کہا کہ زلزلہ میں کئی دیہاتی علاقوں میں لوگ پھنسے ہوئے ہیں اور ان کے بچاؤ کیلئے ٹیمیں بھیجی گئی ہیں افسران کے مطابق اس زلزلہ سے ستان بلوچستان۔ کیرمن اور نیرو صوبے بھی متاثر ہوئے خبر رساں ایجنسی کے مطابق دور دراز علاقوں میں افرا تفری پھیل گئی ایرانی راجدھانی طہران کے رکن میں کسہاں قصبہ کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے جوہڑوں میں پانی اچھلتا دکھائی دے رہا تھا طہران سے ملنے والی ایرانی ٹیلی ویژن کی خبروں کے مطابق متاثرہ علاقوں سے ۸۰۰ لاشیں ملبہ سے نکال کر لائی جا چکی ہیں اسی دوران قاہرہ سے ملنے والی رپورٹ کے مطابق آج صبح مصر کی عقابہ کھاڑی کے علاقہ میں بھی زلزلہ آیا۔ اس ایریا میں مقامی وقت کے مطابق صبح تڑکے ۲ بجکر ۴ منٹ پر آیا اور علاقہ میں دہشت پھیل گئی لیکن اس علاقہ میں کوئی جانی یا مالی نقصان نہیں ہوا۔

جنوبی تامل ناڈو میں خوفناک نسلی تصادم

ماہ مئی ابتداء سے ہی جنوبی تامل ناڈو میں ہندوؤں کی اونچی اور نیچی جاتیوں (دلت) میں خوفناک نسلی تصادم جاری ہے پی ٹی آئی کی اطلاع کے مطابق ۱۷ر مئی تک ۱۰ افراد مارے جا چکے ہیں ۵۰ جھونپڑیاں اور مکان نذر آتش کئے جا چکے ہیں درجنوں بسوں اور دیگر سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا گیا ہے۔ پولیس نے حفاظت کے وسیع انتظامات کر رکھے ہیں باوجود اس کے جگہ جگہ تناؤ کے حالات موجود ہیں بعض شہروں لور دیہاتی علاقوں میں بس سروسز منسوخ کر دی گئی ہیں ایک اطلاع کے مطابق گاؤں ادیان کلم میں دو اشخاص کو زندہ جلا دیا گیا ہے۔

موجودہ فسادات دلت لیڈر شری دھیرم سندر النگم کے نام پر ٹرانسپورٹ کارپوریشن کا نام رکھنے کی وجہ سے شروع ہوئے۔ مدورائی میں اس وقت شدید تناؤ پیدا ہو گیا جب یہ افواہ اڑائی گئی کہ سیلور میں ڈاکٹر امبیدکر کے مجسمے کو نقصان پہنچایا گیا ہے فسادات کا یہ سلسلہ گزشتہ دو ہفتوں سے جاری ہے ان تصادموں میں جو کمار اجار چدامبر انار کے علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں ڈپٹی کمشنر پولیس اور اسسٹنٹ کمشنر پولیس سمیت ۲۰ پولیس مین زخمی ہوئے ہیں۔

ہندوستان میں وقتاً فوقتاً دلت لوگوں کے خلاف فسادات جاری رہتے ہیں قبل ازیں مراٹھواڑا یونیورسٹی کا نام ڈاکٹر امبیدکر کے نام پر رکھنے کی تجویز پر بھی فسادات ہوئے تھے۔

خطبہ جمعہ

ایسی نسلیں پیچھے چھوڑ کر جائیں جو متقی ہوں اور متقیوں کا امام بننے کا ہی مزہ ہے ورنہ تو امامت کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۴/مارچ ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴/امان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الّذِينَ أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

وَالَّذِينَ لاَ يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا*
وَالَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا*
وَالَّذِينَ يَقُولُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ
وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا* أُولٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا
وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلاَمًا* خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
وَمُقَامًا* قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلاَ دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ
فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا*

(سورہ الفرقان آیات ۷۳ تا ۷۸)

گزشتہ خطبے میں انہی آیات کی تلاوت کی تھی جن میں سے بعض میں نے اب پڑھی ہیں اور کچھ پہلے اس سے آیات کی تلاوت کی تھی جن کے متعلق میں جو کہنا چاہتا تھا گزشتہ خطبے میں کہہ چکا ہوں اب ابتداء کی جو دو آیات ہیں یہ پہلے بھی پڑھی تھیں اور ان کا ترجمہ بھی غالباً آپ کے سامنے پیش کیا جا چکا ہے اور یہیں سے میں اس مضمون کو اٹھا رہا ہوں اگرچہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے مگر آئندہ جو بات بیان ہونی ہے اس کا پہلے سے تعلق جوڑنے کے لئے کچھ آخری دو آیات کے ساتھ دوبارہ مضمون کو باندھنا ہوگا۔

"والذين لا يشهدون الزور" وہ لوگ جو رحمٰن خدا کے بندے ہیں ان کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ جھوٹ کا مونہہ تک نہیں دیکھتے "و اذا مروا باللغو مروا كراما" اور لغو چیزوں سے ان کا اجتناب دراصل اسی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ لغو جھوٹ ہوتا ہے۔ پس تمام لہو و لعب، جتنی بھی لغو باتیں ہیں بنیادی طور پر چونکہ وہ جھوٹ ہیں اس لئے جھوٹ سے اجتناب کے نتیجے میں لغو سے ان کی دلچسپی از خود کم ہونے لگتی ہے جب کہ دوسروں کی زندگی کا مقصد لغو چیزیں ہیں وہ سرسری نظر سے ان کو دیکھتے ہیں اور کوئی دلچسپی نہیں لیتے "اذا مروا باللغو مروا كراما" اب یہ جو بیان ہے بہت ہی عظیم بیان ہے کہ جب وہ دلچسپی نہیں لیتے تو حقارت کی نظر سے بھی نہیں دیکھتے، ان لوگوں پر اپنی کوئی برتری بھی نہیں ثابت کرتے، عزت اور بے نیازی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ یعنی کئی لوگ بعض دفعہ بیٹھے تاش کھیل رہے ہیں، کوئی فضول باتیں اور کر رہے ہیں کہیں جوا چل رہا ہے، مومن کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر جگہ کھڑا ہو اور ان سے جھگڑا شروع کر دے اور کہے دیکھو میں تو نہیں کرتا تم ایسا کرتے ہو۔ ان کے جو گزرنے کی طرز ہے وہی پیغام دے دیتی ہے۔ ان کے اندر عزت اور احترام کا ایک مقام ہے جس کو وہ اپنی چال سے ظاہر کرتے ہیں، سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس طرح گزرتے ہیں جیسے ان کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ سے نفرت کے نتیجے میں از خود اس قسم کی صفات ظاہر کرنے لگتے ہیں ان دونوں چیزوں کا بہت گہرا تعلق ہے۔ جتنا جھوٹ سے تعلق ہوگا اتنا لغو سے تعلق ہوگا۔ جتنا جھوٹ سے بے نیازی ہوگی اتنا لغو سے بے نیازی ہوتی چلی جائے گی اور جب ایک چیز سے بے نیازی ہو تو انسانی فطرت مر تو نہیں جایا کرتی اس کی ضرورت تو اپنی جگہ باقی رہتی ہے۔ انسانی فطرت اس خلاء کو بھرنا چاہتی ہے جو ہر انسان کے دل میں ہے کہ میں کچھ حاصل کروں، تسکین قلب کا سامان ہو۔ "والذين اذا ذكروا باٰيٰت ربهم" ان کی توجہ لغو سے ہٹتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی آیات کی طرف ہوتی ہے محض خالی نہیں ہو جاتے بلکہ بہتر چیز اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ اس لئے جب آیات ان پر پڑھی جائیں تو ان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں، وہ اندھوں اور بہروں کی طرح آیات سے سلوک نہیں کرتے۔

پس ایک طرف وہ ہیں جن کے دل جھوٹ سے باندھے گئے ہیں جب آیات ان پر پڑھی جاتی ہیں ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو اپنی آنکھیں اور اپنے کانوں کو لغویات سے پھیر لیتے ہیں ان میں دلچسپی کوئی نہیں رہتی۔ مگر کچھ تو سننا ہے کچھ تو دلچسپی کے سامان کرنے ہیں جہاں ذکر الٰہی چلے وہاں ان کی آنکھیں چمک اٹھتی ہیں ان کے کانوں میں توجہ پیدا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اچھا کیا کہا تھا آپ نے، ہمیں بھی سنائیں یہ بات۔ تو دلچسپیاں رخ بدلتی ہیں، دلچسپیاں مٹ نہیں جایا کرتیں اور پھر یہ اتنی بڑھ جاتی ہیں نیکیوں میں دلچسپیاں "لا يدعون مع الله الهاً اخر" جیسا پہلے ذکر کیا گیا ہے اسی مضمون کو خدا آگے بڑھا دیتا ہے کہ وہ کلیتہً خدا کے ہو جاتے ہیں ہر خواہش اس سے طلب کرتے ہیں، ہر لذت اسی سے چاہتے ہیں یہاں تک کہ اپنے دنیاوی تعلقات کی لذتیں جو عام لوگوں کو براہ راست ملتی ہیں وہ خدا کے حوالے سے لیتے ہیں، یہ عبادت کا ایک عظیم مقام ہے۔

تو کہتے ہیں "والذين يقولون ربنا هب لنا من ازواجنا و ذريٰتنا قرة اعينٍ" اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں میں یا اپنے خاوندوں میں اور اپنی اولاد میں وہ لذتیں عطا کر کہ ہم ان کے غیر سے بے نیاز ہو جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے مونہہ میں اس وجہ سے لقمہ ڈالتے ہو کہ اللہ کو پسند ہے تو لقمہ ڈالنے کا مزہ تو ویسے بھی آنا تھا مگر اب دوہرا مزہ آئے گا۔ ایک محبوب نہیں دو محبوب جیت لو گے اور جو محبوب حقیقی ہے وہ بھی ساتھ جیتا جائے اور روزمرہ کی زندگی کی ایک طبعی خواہش بھی پوری ہو جائے اس سے بہتر اور کیا سودا ہو سکتا ہے۔ تو ایک مضمون اس میں یہ ہے کہ اپنی ازواج سے اور اپنی اولاد سے وہ طبعی لذتیں جو حاصل کرتے ہیں وہ اللہ کے حوالے سے حاصل کرتے ہیں اور اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں اور دعا کرتے ہیں "واجعلنا للمتقين اماماً" اے اللہ ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ اب یہ

آیت آج کل کے زمانے میں بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ عائلی مسائل کی خرابیاں اور بہت سی باتوں میں اپنی اولاد کی تربیت سے بے اعتنائی اس آیت

کے مضمون سے غفلت کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے- پس اس دعا سے پہلے جو تیاری ہے وہ ضروری ہے اگر بغیر اس تیاری کے اس دعا میں داخل ہوں گے تو یہ دعا کچھ بھی حقیقت نہیں رکھے گی- پہلے جھوٹ سے نفرت، غیر اللہ سے نظریں پھیرنا اور اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنا، یہ جب چیزیں پیدا ہوں تو پھر دل سے یہ دعا نکلے گی تو اور زیادہ گہرے معنے لے کر اٹھے گی "ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین" "ہمیں اپنی بیویوں یا اپنے خاوندوں اور اپنی اولاد سے وہ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کر جس کے نتیجے میں نیک اولادیں پیدا ہوتی ہیں اور یہ دو مضمون ایک دوسرے سے اس طرح باندھے جاتے ہیں کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کی تفصیل بیان فرمادی- ہمیں اپنی بیویوں سے یا اپنے خاوندوں سے یا اولاد سے مل کر بیٹھنے میں جو خوشیاں محسوس ہوتی ہیں وہ نہ ہوں جب تک یہ یقین نہ ہو کہ اولاد نیک ہو گی جب تک یہ نہ یقین ہو جائے کہ یہ متقی پیدا ہو رہے ہوں اس وقت تک ہمیں ان کے ساتھ بیٹھنے، تعلقات میں کوئی مزہ ہی نہ آئے یہ وہ دعا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ مانگی ہے اور اسی طریق پہ مانگی ہے

یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا   جب آوے وقت میری واپسی کا

یہ بارہا میں آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن اتنی اہم بات ہے کہ جتنی دفعہ بھی بیان کی جائے یہ پرانی نہیں ہو سکتی- یہ تمنا، مرتے وقت کی آخری تمنا ہو کہ میں اپنی اولاد کا تقویٰ دیکھ جاؤں بہت عظیم بات ہے اور یہی دعا ہے جو یہ بیان فرما رہی ہے کہ وہ اللہ کے حضور یہ مانگتے ہیں کہ ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک دے- مگر آنکھوں کی ٹھنڈک سے مراد یہ نہیں کہ ملنے جلنے کی دلچسپیوں تک ہی وہ ٹھنڈک رہے، وہ تو ہر کافر کو بھی ملتی ہے بلکہ کافر زیادہ اس کی جستجو کرتا ہے لیکن اس کی تفصیل بیان فرمادی-

"واجعلنا للمتقین اماماً" ایسی نسلیں پیچھے چھوڑ کے جائیں جو متقی ہوں اور متقیوں کا امام بننے کا ہی مزہ ہے ورنہ تو امامت کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی- اگر متبع گندے ہوں تو اس امامت کا کیا فائدہ- خواہ کروڑوں اربوں بھی ہوں تو جو گندوں کا امام ہے وہ گندوں ہی کا امام رہے گا بلکہ زیادہ گندے ہوں گے تو اور بھی زیادہ بے ہودہ امام بنے گا- اس لئے لازم ہے کہ متبعین متقی ہوں اور اولادیں متقی ہوں اور جتنی زیادہ متقی ہوں گی اتنا امامت کا مرتبہ بڑھتا چلا جاتا ہے- پس آنحضرت ﷺ کے حوالے سے جب آپ یہ دعا کرتے ہیں تو ایک نئی ذمہ داری پیدا ہو جاتی ہے- حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ ہمیشہ یہ دعا کرتے رہے اور آپ کی یہ دعا ہمارے حوالے سے قبول ہوئی ہے کہ نہیں، یہ سوال اٹھتا ہے- کیا ہم پر بھی آنحضور ﷺ یہ تسکین کی نظر ڈال سکتے ہیں کہ میری دعا ان لوگوں کے حق میں بھی قبول ہو گئی جو میرے چودہ سو سال بعد پیدا ہوئے اور عجیب سلسلہ ہے مقبولیت کا جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا- اور خدا تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے بھی متقی عطا کر رہا ہے یعنی روحانی ذریت متقیوں کے بعد متقی پیدا کرتی چلی جاتی ہے تو اس پہلو سے جو ذمہ داریاں ہیں وہ بڑھ بھی جاتی ہیں ان میں ایک خاص لذت بھی پیدا ہو جاتی ہے یعنی ادائیگی فرض، فرض سمجھ کے بھی ہوتی ہے لیکن ادائیگی فرض میں اگر پیار کا تعلق قائم ہو جائے، انسان کو ذاتی دلچسپی اس کام میں ہو تو پھر وہ فرض کی محض ایک فرض کی ادائیگی نہیں بلکہ ایک دلی تمنا کا پورا ہونا بن جاتا ہے، اپنی خواہش کو پورا کرنے میں جو مزہ ہے وہ فرض کی ادائیگی میں پیدا ہو جاتا ہے-

پس دعاؤں کے مضمون کو جتنا آپ گہری نظر سے دیکھیں، پھیلائیں اتنا ہی دعاؤں میں لذت بڑھتی ہے اور اگر دعا میں لذت بڑھ جائے تو دعا مقبول بھی ہوتی ہے - یہ ایک قطعی غیر مبدل حقیقت ہے کہ دعا میں جب تک کوئی لذت نہ ہو اس وقت تک دعا مقبول ہو نہیں سکتی اور لذتیں دو قسم کی ہیں ایک خوشی کی لذت ہے ایک غم کی لذت ہے- پس اس پہلو سے یہ خوشی کی لذت ہے جو پیدا کر رہی ہے بہت ہی مزے کا مضمون ہے- اچھے خاوند، اچھی بیویاں، ایک دوسرے پیار کرنے والی اللہ ان کے ساتھ تعلقات میں پاکیزگی بھی پیدا کرے، وفا بھی پیدا کرے، ان سے دل ٹھنڈے ہوں لیکن وہ دل ٹھنڈے ہونے کا آخری نقطہ معراج یہ ہو کہ انسان اس یقین کے ساتھ جان دے کہ میرے پیچھے نیک اولادیں رہ گئی ہیں- اور پھر نئی لذت اس میں اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ ہم نیکوں کی اولاد تھے، نیکوں کی اولاد بننے کے مستحق بھی ٹھہرے کہ نہیں- کس باپ کے بیٹے، کس دادا کے پوتے اور پھر جب آگے بڑھتا ہے مضمون تو آنحضرت ﷺ کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہو سکتی ہیں کہ نہیں- تو اولاد کی تربیت آپ کرتے ہیں، آپ کے آباؤاجداد آپ کی تربیت کرتے ہیں خواہ وہ موجود ہوں یا نہ ہوں- پس اس دعا کا تعلق مستقبل سے بھی ہے، ماضی سے بھی ہے اور جتنا گہری سوچ کے ساتھ آپ یہ دعا کریں گے اتنا ہی زیادہ یہ فائدہ بخش بھی ہوگی اور لذتیں بھی عطا کرے گی-

دوسرا اس سے پہلے گزرا تھا، لغو سے وہ پرہیز کرتے ہیں، اس سے پہلے یہ ذکر گزرا ہے کہ وہ بدکاری نہیں کرتے اور اپنا دامن پاک رکھتے ہیں اس کی حفاظت کے لئے بھی یہ دعا ہے کیونکہ اگر ایک انسان کی توجہ گھر کی طرف ہو اور بیوی کو خاوند سے تسکین قلب ملے، خاوند کو بیوی سے تسکین قلب ملے اور اولاد ایک نعمت کے طور پر اس کے ارد گرد رہے تو ایسے گھر میں بدکاری نہیں پیدا ہوتی- آج کل کے زمانے کا علاج اس دعا میں ہے جہاں بھی بدکاری بڑھتی ہے وہاں اس دعا کے منفی اثرات دکھائی دیں تو بڑھتی ہے یعنی اس دعا میں جو خوبیاں بیان فرمائی گئی ہیں ان کا جو برعکس ہے وہ اگر پایا جائے تو لازماً وہاں فحاشی، بدکاری، لغویات پھیل جائیں گی- پس آج کل کے زمانے میں جو گھر ٹوٹ رہے ہیں آج کل کے زمانے میں جو لذتوں کے مرکز گھروں سے نکل کر باہر جا چکے ہیں اس کی وجہ اسی دعا کے مضمون کا فقدان ہے-

یہ تجربہ شدہ حقیقت ہے کہ جو عورتیں اپنے خاوندوں کی وفادار رہتی ہیں جو خاوند اپنی بیویوں کے وفادار رہتے ہیں، جن کے بچوں کے ساتھ ان کا تعلق پیار اور محبت کا ایسا رہتا ہے کہ گھر ہی ان کی لذتوں کا مرکز بن جائے یہ ساری قوم کے اخلاق کی حفاظت کا مرکزی نقطہ ہے- جہاں گھروں میں یہ تعلقات کم ہو جائیں یا مٹ جائیں وہاں تمام لذتیں گھروں سے باہر نکل جاتی ہیں کیونکہ لذتوں کے بغیر انسان رہ ہی نہیں سکتا- یہ جھوٹ ہے کہ ایسا متقی ہو کہ بالکل نفس مار کے بیٹھ جائے- ایسا متقی خشک مولوی بن جائے گا لیکن متقی نہیں بن سکے گا- تقویٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ یا طمع رکھی ہے یا خوف رکھا ہے- سارا قرآن پڑھ لیں اس کے بغیر تقویٰ کا ذکر نہیں ملے گا آپ کو- خوف میں بھی ایک ہیجان ہے اور موت کا مضمون خوف میں دکھائی دے نہیں سکتا کیونکہ خوف سے انسان مضطرب ہو جاتا ہے اور موت ساکت و جامد ہونے کا نام ہے اور طمع بھی انسان کو مضطرب کرتی ہے، ایک ہیجان برپا ہو جاتا ہے- اگر آپ کو یہ پتہ ہو کہ کوئی فائدہ آپ کو کسی سے ملنے والا ہے تو جتنا وہ وقت قریب آئے گا آپ کا دل اور زیادہ ہیجان پکڑتا چلا جائے گا-

پس تقویٰ کا تعلق خوف سے ہے اور طمع سے ہے اور قرآن کریم یہی مضمون کھولتا چلا جا رہا ہے تو اس لئے یاد رکھیں کہ گھروں میں اگر انسان کی طمع ہو اور سکون وہاں آجائے اور یہ خوف رہے کہ ہماری اولادیں ضائع نہ ہو جائیں تو وہ گھر ہی ہمیشہ آپ کی توجہ کا مرکز بنا رہے گا- یہاں سے آپ کی توجہ پھر جائے تو گھر قبرستان ہو جائے گا- لوگ گھروں کو لوٹتے ہیں، بڑی ہی تھکی ہوئی نگاہوں کے ساتھ اور بوجھل دلوں کے ساتھ کہ اچھا یہ رات کاٹنی ہے کاٹو، صبح پھر باہر جائیں گے- اور بچے سکولوں سے آکر گھروں میں کتابیں پھینکتے ہیں کچھ پڑھنا ہے پڑھیں گے اور توجہ یہ ہو کہ بعد میں فلاں ٹولی کے ساتھ باہر نکلیں گے، فلاں کے ساتھ وہاں کھیلوں میں جائیں گے- بہرحال اکثر آج کل کی سوسائٹی میں گھر محبتوں کے مرکز نہیں رہے اور جس حد تک یہ گھر محبتوں میں مر گئے ہیں اسی حد تک زندگیاں باہر جا چکی ہیں اور زندگی کی تلاش میں انسان کو باہر نکلنا پڑتا ہے- پھر کچھ لوگ ہیں جن کی زندگیاں محض لغویات سے وابستہ ہیں مگر گناہوں سے نہیں- تبھی

ارشاد نبوی
الدین النصیحۃ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹک لین کلکتہ 700001
دکان- 248-5222,248-1652
رہائش- 243-0794 ,27-0471

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
NIR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

قرآن کریم نے لغویات اور گناہوں میں فرق کر کے دکھایا ہے پہلے فرمایا کہ وہ زنا نہیں کرتے، بدکاریوں میں مبتلا نہیں ہوتے، پاک دامن رہتے ہیں اور پھر اس سے اگلا قدم یہ فرمایا کہ لغو سے بھی پرہیز کرتے ہیں تو یہ ایک سلسلہ ہے - ایک قدم ایک طرف اٹھتا ہے تو پھر آگے دوسری طرف اٹھتا ہے اور واپسی بھی اسی طرح شروع ہوتی ہے - پس اگر گناہوں سے توبہ کرنی ہو اور سخت محسوس ہو تو کچھ دوسری دلچسپیاں بڑھانی ہوں گی جو لغو کی گندی قسمیں نہ ہوں جن کو خدا تعالیٰ بعض صورتوں میں خود بھی آگے بڑھاتا ہے مثلاً صحتمند کھیلیں ہیں - ایک پہلو سے وہ لغو ہیں مگر ایک اور پہلو کے ساتھ وہ صحتمند ہیں، فائدہ مند ہیں اور قرآن کریم نے ان کی طرف توجہ دلائی ہے مختلف پہلوؤں سے - تو کھیلوں میں دلچسپی بچوں کی پیدا ہو جائے تو وہ بھی باہر جائیں گے مگر وہ اس قسم کے بچے نہیں ہیں جو گندے تعلقات کی وجہ سے باہر نکلتے ہیں -

تو اس لئے ماں باپ کو یہ تو نظر رکھنی چاہئے کہ بچے باہر جاتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں مگر یہ نظر آج کے زمانے میں رکھی جا نہیں سکتی جب تک ان کے دلوں کی دلچسپیوں پر نظر نہ ہو - اس لئے یہ ناممکن ہے کہ ہر ماں باپ اپنی بچیوں کے ساتھ ان کے سکول جائیں اور وہیں بیٹھے رہیں جو جب اپنے دوستوں کے ساتھ دوسری کھیلوں یا مشاغل میں مصروف ہوں تو ان پر نظر رکھیں، یہ ناممکن ہے - تو پھر اس دعا کی تائید میں کیا عمل ہے جو اس دعا کو تقویت دے سکتا ہے وہ میں آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہر بچے کی دلچسپی پر نظر رکھیں اور وہ دلچسپی گھروں سے دکھائی دیتی ہے - یہ ناممکن ہے کہ بچہ گھر میں پہچانا نہ جائے - اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کی ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں دلچسپیاں، اس کی کتابیں خریدنا، اس کی تصویریں بنانا، اپنی دیواروں پہ تصویریں لٹکانا یا کچھ ماٹو بنا کر لکھتے رہنا، یہ ساری ادائیں ہیں جو اس کے دل کا حال بتا رہی ہیں اور ان تصویروں کو پڑھ کر آپ دل کا حال پڑھ سکتے ہیں اور پھر اگر یہ بچہ باہر نکلے گا تو آپ کو پتہ ہے کہ یہ محفوظ ہے یا غیر محفوظ ہے - وہ بچے جو گھروں میں محفوظ نہیں وہ باہر بھی محفوظ نہیں ہوا کرتے - مگر اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ تحکم کے ذریعے اور خشک نصیحتوں کے ذریعے ان کو ٹھیک کرو - ان کا علاج اس آیت میں ہمیں ایک دعا سکھاتی ہے، اسی میں موجود ہے "قرۃ اعین" بنانا "ذریت" کو یک طرفہ ہو ہی نہیں سکتا - جس قرۃ العین کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ آنکھوں کی ٹھنڈک یکطرفہ ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ شرط یہ ہے "واجعلنا للمتقین اماما" - اب آپ دیکھیں کہ بہت سے ماں باپ ہیں جو اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں خواہ جو مرضی کرتے پھریں - وہ جتنے زیادہ فیشن ایبل ہوں گے، جتنا زیادہ لغویات میں مصروف ہوں گے اگر وہ پڑھائی میں اچھے ہوں اور دنیا کمانے کا یقین ہو جائے ماں باپ کو تو ان کی ہر دوسری دلچسپی بھی ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پیدا کرتی ہے خواہ وہ متقی نہ بن رہے ہوں - پس قرآن کریم نے جس دلچسپی کا ذکر فرمایا ہے یہ ایسی دلچسپی ہے کہ جس کے نتیجے میں جب تک آپ کو اولاد میں نیکیاں دکھائی نہ دیں قرۃ عین نصیب نہیں ہو سکتی -

پس ایسا تعلق جوڑیں بچوں سے کہ جو ان کے اندر نیکیاں پیدا کرنے والا ہو اور نیکیوں کے باوجود تعلق آپ سے رہے محض دنیاوی طور پر ان کا کچھ حاصل کرنا آپ کے لئے تسکین کا موجب نہ بنے - یہ پیغام ہے جو اس آیت کریمہ میں ملتا ہے - اب اپنے گھروں کے تجربوں میں ہر احمدی خاندان اپنا جائزہ لے سکتا ہے کہ ان کے بچے ان کے اندر باوجود ان کے نیک ہونے کے دلچسپی لیتے ہیں کہ نہیں - یہ پہچان ہے اس بات کی کہ آیا آپ ایسی اولاد پیچھے چھوڑ رہے ہیں جو متقی بنے اور آپ ان کے امام بنے یا نہیں - بعض بچے اس طرح پہچانے جاتے ہیں ماں اگر بے پرواہ ہے دین کے معاملات میں اور باپ نیک ہے اور ماں سے بہت تعلق رکھتے ہیں اور باپ سے گھبراتے ہیں - اگر ماں نیک ہے اور باپ بے تعلق ہے دین سے تو بعض بچے ہیں جو باپ کی طرف دوڑتے ہیں اور ماں کی پرواہ نہیں کرتے اور ایسی مائیں بے چاری روتی بیٹھی رہ جاتی ہیں کہ ہائے کیا ہو گیا تجھے، نیکی کی طرف آ، کیا ہو گیا ہے اپنے باپ کی بدیوں کی طرف تو جا رہا ہے، میری نیکیوں کی طرف نہیں آتا اور یہ روزمرہ کی حقیقتیں ہیں - آپ میری ایک دن کی ڈاک دیکھ لیں آپ کو سمجھ آ جائے گی - کثرت سے اس مضمون کے خط ملتے ہیں - کبھی باپ کی طرف سے رونا، کبھی ماں کی طرف سے رونا - باپ کہے گا ماں کو دنیا میں دلچسپیاں ہیں، نماز نہیں پڑھتی، فلاں کام نہیں کرتی اور ہماری اولاد جو ہے وہ انہی کی طرف بھاگی جا رہی ہے، میں آتا ہوں اور سر پیٹ کے رہ جاتا ہوں مگر میرے دکھاوے کے لئے کچھ کر لیں گے، میں نے پیٹھ پھیری تو پھر وہی حرکتیں - بعض مائیں روتی ہیں کہ باپ بڑا ظالم ہے، دین میں کوئی دلچسپی نہیں، نماز تک نہیں پڑھتا اور میرے بچے باپ کے پیچھے لگ گئے ہیں اور میری کوئی حقیقت ہی نہیں، میں تو پرانے زمانے کی عورت بن کے یہاں رہ گئی ہوں - تو یہ وہ چیزیں جن کے نتیجے میں اس دعا کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا کر کے دیکھ لیں - نہ خاوند بیوی کے لئے ٹھنڈک بنے گا، نہ بیوی خاوند کے لئے ٹھنڈک بنے گی - نہ اولاد ماں باپ کے لئے ٹھنڈک بنے گی، نہ ماں باپ اولاد کے لئے تو اس دعا نے ایک ایسا رشتہ ہمیں سکھایا ہے جو بالکل صاف روزمرہ کی زندگی میں پہچانا جاتا ہے -

"للمتقین اماماً" کی دعا تب پوری ہو سکتی ہے اگر ماں باپ نیک ہوں اور اولاد کو ان کی نیکی کے باوجود ان سے پیار ہو بلکہ نیکی کی وجہ سے پیار ہو - جتنا ماں باپ میں نیکی دیکھیں اتنا ہی احترام بڑھتا جائے، اتنا ہی ان سے محبت بڑھتی جائے اگر یہ بات ہو تو پھر آپ یقین کے ساتھ جان دے سکتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کا تقویٰ دیکھ کے مر رہے ہیں - اگر یہ نہیں تو آپ کی زندگی موت بن جائے گی، آپ اپنے بچوں کی آنکھوں میں پڑھ نہیں سکتے کہ آپ نمازیں پڑھتے ہیں تو وہ یوں کر کے دیکھتے ہیں کوئی دلچسپی نہیں، اور جب ان کے ساتھ بیٹھ کر کوئی دلچسپ پروگرام دیکھیں تو کس طرح وہ آپ کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں - تو انسان غافل بنا چاہے تو غافل ہو جاتا ہے مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے پتہ نہیں چلا - ایسا نظام فطرت خدا نے بنایا ہے کہ ہر انسان اپنا حال پڑھ سکتا ہے، اپنا واقف ہے بہانے خواہ لاکھ تراشے، جانتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے -

پس اس دعا پر غیر معمولی اہمیت دینے کی ضرورت ہے اس لئے میں یہاں آ کر ٹھہر گیا ہوں اور یہ میری نیت تھی کہ اس کے ہر پہلو کو آپ کے سامنے کھول کے رکھوں - اپنی اولاد کے لئے اگر آپ نے یہ دعا مانگی ہے، اپنی بیویوں کے لئے دعا مانگی ہے تو دیکھیں وہ دعا قبول ہو رہی ہے کہ نہیں - اگر بیویوں کو آپ کی نیکیوں سے محبت ہو رہی ہے اور نیکیاں بڑھنے کے نتیجے میں وہ اور زیادہ آپ سے پیار کرنے لگی ہیں تو پھر آپ کی دعا قبول ہو رہی ہے - اگر بیویوں کے خاوندوں کو اپنی بیویوں کی نیکیوں سے محبت ہو اور جتنا وہ زیادہ نیک بنیں اتنا ہی زیادہ ان کے دلوں میں طمانیت پیدا ہوتی چلی جائے، سکون ملتا چلا جائے تو یقین کریں کہ ان کی دعا قبول ہو رہی ہے - اگر اولاد پر بھی یہی بات صادق آئے تو لازماً یہ دعا قبول ہو رہی ہے - اس لئے دعا کی قبولیت کے لئے کوئی استخارے کا جواب آنا تو ضروری نہیں، پتہ چل جاتا ہے بعض دفعہ دعا اٹھتے اٹھتے بتا جاتی ہے کہ میں قبول ہو گئی ہوں کیونکہ اس وقت دل کا ہیجان، دل کے اندر ایک تموج کی کیفیت، جس گہرے خلوص سے انسان دعا مانگتا ہے دعا بتا کے جاتی ہے کہ میں مقبول ہو کر یہاں سے اٹھ رہی ہوں -

تو اس دعا کی طرف آج کل کے زمانے میں غیر معمولی توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا کا سکون ہی نہیں اگلی دنیا کا گھر بھی اسی سے وابستہ ہو چکا ہے - فرمایا "اولئك یجزون الغرفة بما صبروا و یلقون فیها تحیة و سلما" یہی وہ لوگ ہیں جنہیں، عام طور پر ترجمہ کیا جاتا ہے، بالاخانے دیئے جائیں گے - مگر یہ اس لئے ہے کہ "غرفة" اگرچہ واحد ہے مراد یہی ہے کہ سب کو اونچا مقام ملے گا اس لئے اس کو ترجمے میں بالاخانے کہہ دیتے ہیں جو بالکل جائز ہے - اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ارفع منازل عطا ہوں گی یا بالا مقام عطا ہو گا - تو صرف گھروں کی ٹھنڈک اسی طرح وہاں منتقل نہیں ہو گی بلکہ گھروں کی ٹھنڈک میں ایک اونچا مقام ان کو عطا ہو گا، یہ مراد ہے بالاخانوں سے - ورنہ یہ تو نہیں کہ جنت میں دو منزلہ مکان ہیں نچلا پبلک کے لئے اور اوپر اپنے پرائیویٹ کمروں کے لئے - بالاخانے سے مراد ہے جو نیکیاں وہ اس دنیا میں حاصل کریں گے، جیسا گھر وہ اس دنیا میں اپنے لئے بنائیں گے اس کی بالائی منزل ان کو ملے گی - وہ تقویٰ کی محبتیں، وہ نیکیوں کے پیار اور گھر والوں کا ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے سے نیکیوں میں تسکین پانا یہ مرتبہ ان کا بہت بلند ہو جائے گا گویا دنیا میں وہ نیچے رہا کرتے تھے اور اب اونچے مقامات تک پہنچا دیئے گئے ہیں - اور پھر "یلقون فیها تحیة و سلما" اس میں وہ تحائف پائیں گے ایک دوسرے سے اور سلام - جہاں محبت اور پیار بڑھ جائے وہاں تحائف کا ضرور تبادلہ ہوتا ہے، ایک قدرتی بات ہے اور نیک تمنائیں بھی بار بار نکلتی ہیں - وہ مائیں جو اپنے بچوں سے بہت پیار کرتی ہیں وہ ذرا سی ٹھوکر لگے سلام، اللہ کی حفاظت، اللہ بچائے، اللہ کی حفاظت میں اور آتے جاتے سلام سلام

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا - حیدر آباد
وزن کم کرنے - بڑھانے - موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک - باڈی بلڈنگ کرنے والے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں - مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں - باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے - مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71, NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239406

ہو رہا ہوتا ہے تو جنت کا یہ نقشہ کھینچا گیا ہے اسی پیار اور محبت کی وجہ سے جسے دنیا میں قرۃ عین قرار دیا-

فرمایا تمہاری یہ دعا جب دنیا میں قبول ہو گی تو اسی دعا نے تمہاری جنت اس دنیا میں بنانی ہے اور یاد رکھنا اگر یہاں جنت نہیں بنا سکے تو وہاں بھی نہیں ملے گی، وہم ہے محض- پس یہاں جنت حاصل کر لینا اور وہ جنت گھر کی جنت ہے، گھر میں تمہارے تعلقات اگر جنت نشان ہو جائیں اولاد نیک ہو، ماں باپ کے تعلقات آپس میں اچھے، بچوں سے اچھے تو اس کے نتیجے میں پھر وہ غرفے ملیں گے جن کو اللہ تعالیٰ بالائی غرفے کہتا ہے- وہ ایسا مقام ہے جہاں یہ ساری لذتیں پہلے سے بہت زیادہ آگے بڑھا دی جائیں گی اور تحائف ایک دوسرے کو دیں گے- اب جنت میں تو ہر چیز اپنی مرضی سے ملتی ہی ہے تحفوں کا کیا تعلق ہے وہاں- تحفوں کا تعلق یہ ہے کہ وہاں یہ بھی فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ایک دوسرے سے چھین چھین کے بھی کھائیں گے- تو جہاں سب کچھ بے شمار مل رہا ہو وہاں چھیننے کا کیا موقع، تحفے کی بات تو بعد میں آئے گی اس لئے کہ محبت کے اظہار ہیں صرف یہ- ایک انسان کسی پیارے کے ہاتھ سے لقمہ چھین کے بھاگ جائے تو یہ تو نہیں کہ اس کو بھوک لگی ہوئی تھی، ضرورت پڑی ہوئی تھی وہ اپنے محبت کے اظہار کے لئے کہ مجھے تمہارے ہاتھ کا لقمہ بھی پیارا لگتا ہے اور میں نے لے لیا ہے یہ- اور تحائف اس لئے دیئے جاتے ہیں کہ وہ جس کو دیئے جاتے ہیں اس کی ضرورت کا خیال نہیں ہوتا بلکہ اپنی ضرورت پوری کی جاتی ہے- چنانچہ نماز میں جب روزانہ آپ تحیات میں بیٹھ کے کہتے ہیں "التحیات للہ" تو تحیات اللہ کے لئے، اللہ کو ضرورت ہے کوئی تحفوں کی!؟ جس نے سب کچھ دیا ہے اس کو آپ کیا تحائف دیں گے- آپ اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں اور یہ تحفے کی پہچان ہے جب کسی کی ضرورت کے لئے دیا جاتا ہے تو وہ صدقہ بھی ہو جاتا ہے، خیرات بھی ہو جاتی ہے، بدلہ بھی ہو جاتا ہے، ذمہ داری کی ادائیگی بھی ہے لیکن تحفے کی پہچان اپنے دل سے ملتی ہے- آپ کے دل میں یہ ضرورت پیدا ہوئی تھی کہ نہیں کہ جس سے ہمیں محبت ہے اس سے محبت کے اظہار کے لئے اس کو کچھ پیش کریں- اگر اس وجہ سے چیز اٹھی ہے تو پھر یہ تحفہ ہے ورنہ تحفہ نہیں کوئی نام اور رکھ دیں- تجارت کہیں، صدقہ خیرات کہیں جو بھی کہیں تحفہ نہیں بنے گا-

تو اللہ کے لئے تحفہ کی شرط یہ ہے "التحیات للہ" کہ دل میں تمنا اٹھا کرے کہ ہم اللہ کو خوش کریں اور دل چاہے کہ کچھ نہ کچھ تو ہم خدا کے حضور پیش کریں تو اس کے لئے پھر طیبات کی تلاش ہو، صلوات کی تلاش ہو کبھی نمازیں پڑھ کے خوش کریں، کبھی خدا کی راہ میں صدقے دے کر خوش کریں، کبھی چندے بڑھا کے خوش کریں- تو یہ توجہ ہو گی تو یہ تحفہ بنے گا ورنہ تحفہ نہیں بنے گا- پس جنت میں تحفوں کا یہ مطلب ہے اور جنت میں سلام کا یہ مطلب ہے- اتنا پیار ہو گا آپس میں کہ بے ضرورت جس کو دے رہے ہیں اس کو ضرورت کوئی نہیں آپ کا دل چاہتا ہے آپ دیں اور جب اس طرح کوئی چیز ملے تو اس کی لذت بہت بڑھ جایا کرتی ہے-

پس جنت کی لذتیں بڑھانے کا ایک مضمون ہے جو بیان کیا جا رہا ہے جو اس دنیا کی لذتیں بھی اسی طرح بڑھاتا ہے- جس سوسائٹی میں تحائف چلتے ہیں جو تحفہ دیتا ہے وہ اپنی طرف سے کچھ کمی محسوس کرتا ہے اس کو اپنی طرف سے کمی محسوس کرنی چاہئے اس کی چیز کم ہوئی ہے مگر کرتا نہیں- کیونکہ جس چیز کی زیادہ قدر ہے وہ اس معمولی چیز کے بدلے اسے مل جاتی ہے- اس کے دل کو محبت کی پیاس ہوتی ہے اصل میں اور تحفہ اگر محبت حاصل نہ کرے تو تحفہ چلتا ہی نہیں گھر سے- اسی لئے ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جس کو تحفہ دیا جائے اس کو بتایا ضرور جائے- اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو اخفاء ہے اس کی حکمت اور ہے اگر اللہ تعالیٰ کو بھی پتہ نہ چلے تو کوئی بھی انسان نیکی نہیں کر سکتا- کیا ضرورت ہے خواہ مخواہ اپنی چیز کو انسان یونہی پھینک دے-

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخفاء کی اس لئے ضرورت ہے کہ اللہ جانتا ہے اور اگر محبوب کو تحفہ دیا جائے اس طرح کہ اور کسی کو خبر نہ ہو محبوب ہی کو پتہ چلے تو اس کی جتنی قیمت اس تحفے کی مل سکتی ہے اتنی کسی اور تحفے کی نہیں مل سکتی- **پس اللہ تعالیٰ یہ محبتیں چاہتا ہے آپ سے کہ تحفے پیش کرو تو کبھی اس طرح پیش کیا کرو کہ خدا کے سوا کسی کو پتہ ہی نہ چلے اور یہ جو مخفی تحائف ہیں یہ زیادہ اعلیٰ درجے کے تحائف ہیں**- تو اس دنیا میں یعنی جنت میں جو تحائف چلیں گے وہ نہ صرف دینے والوں کے لئے لذت کے سامان پیدا کریں گے بلکہ لینے والا وہ چیزیں عام ہونے کے باوجود انہی سے مزے اٹھائے گا جو تحفے کے طور پر اس کو پیش ہو رہی ہیں- کبھی کھانے کے دوران کئی دفعہ تجربہ ہوتا ہے ایک بچے کو کوئی چیز آپ اپنی پلیٹ سے دیدیں تو اسے سنبھال کے الگ رکھتا ہے- کوئی اور اس سے لینے لگے تو کہے گا یہ لو، یہ نہیں میں نے دینی، یہ مجھے فلاں نے دی ہے، تو تحفوں سے کھانا تو وہی رہتا ہے، مزہ بڑھ جاتا ہے- پس یہ مزے ہیں جو جنت میں بیان کئے جا رہے ہیں کہ گھروں میں یہ پیدا کرو گے تو وہاں بہت بڑھ کر ملیں گے- اگر گھروں میں پیدا نہیں ہوں گے تو وہاں کچھ بھی نہیں ملے گا- جن گھروں میں ہر وقت تو تکار، ایک دوسرے کو گالیاں دی جا رہی ہیں، فساد برپا ہیں، ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور کہتا ہے کیا مصیبت دیکھ رہے ہیں ہم- بعض دفعہ بعض میاں واقعتہً عورت کو کہتے ہیں واپس آکر گھر میں کہ آج تیرا منحوس کا مونہہ دیکھ کر گئے تھے نا باہر، دیکھو کہ یہ ہوا اور اگر عورت بے چاری مار سے نہ ڈرے تو کہہ دیتی ہے کہ تیرا منحوس چہرہ دیکھا تو میرے ساتھ بھی یہی ہوا ہے- جن کے آپس کے تعلقات یہ ہو جائیں ان کو نہ ایک دوسرے سے ٹھنڈک، نہ اپنی اولاد سے ٹھنڈک، وہ یہ دعا کیسے کریں گے، یہ سوال ہے- حرکتیں یہ ہوں اور دعائیں یہ ہوں **"ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریّتنا قرّۃ اعینٍ وّاجعلنا للمتقین اماماً"**-

لیکن ایک اور بات اس دعا سے تعلق میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کئی گھروں کی اصلاح میں اس دعا نے مجھے بہت کام دیا ہے- بعض بیویاں جو بہت ہی تکلیف میں تھیں، شکایت کرتی تھیں کہ ہماری طرف توجہ نہیں ہے، ہم ہر کوشش کر چکی ہیں مگر کوئی پرواہ نہیں- ان کو میں نے کہا یہ دعا سنجیدگی کے ساتھ، باقاعدہ لگ کر کرو اور یقین رکھو کہ اس کا سننے والا ہے- جو دل تمہارے اختیار میں نہیں وہ خدا کے اختیار میں ہے- کر کے دیکھو پھر مجھے بتاؤ- ہر دفعہ تو نہیں کیونکہ بعض دفعہ وہ اگلا انسان ہی بد نصیب ہوتا ہے- دعا جس کے حق میں ہو اس کے لئے بھی اس کا کچھ استحقاق ہونا ضروری ہے- جس شخص کے حق میں دعا کی جائے اگر وہ مستحق نہ ہو تو دعا کرنے والا خواہ کتنا ہی بزرگ اور پہنچا ہوا کیوں نہ ہو اس کے حق میں قبول نہیں ہوتی-

چنانچہ آنحضرت ﷺ تمام کفار مکہ، تمام مشرکین، سب دنیا کے لئے دعائیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ کس بے قراری سے کرتے ہیں مگر فرماتا تھا کہ ہدایت اسی کو دوں گا جس کو میں سمجھتا ہوں مستحق ہے- دو عمروں میں سے آپ نے ایک مانگا اور حضرت عمرؓ مل گئے اور ابو جہل نہ ملا اس لئے کہ وہ مستحق نہیں تھا- پس یہ دعا ہر عورت کی قبول نہیں ہوتی- اگر خاوند بد نصیب ہو جائے کہ خدا کی نظر میں گیا گزرا ہے تو پھر بے چاری آخر پہ یہی دعا کر سکتی ہے کہ اے خدا مجھے اس ظالم سے نجات دے اور جنت میں مجھے گھر عطا کر، اس کے سوا چارہ کوئی نہیں- مگر بسا اوقات میں نے یہ دیکھا ہے کہ بعض عورتیں بے حد خوشی اور شکریہ کا خط لکھتی ہیں کہ جس طرح آپ نے نسخہ بتایا تھا اسی طرح استعمال کیا ہے پورا دل لگا کر، خدا کو حاضر و ناظر جان کر، اس پر اعتماد کرتے ہوئے، پورا بھروسہ کرتے ہوئے دعا کی اے خدا اب تیرے سوا چارہ نہیں اور خاوند کا دل بدل گیا اور کایا پلٹ گئی ہے، ہمارے گھر کی تو حالت ہی بدل گئی ہے ہم تو ایک دنیا میں جنت حاصل کر چکے ہیں واقعتہً یہ لکھتے ہیں-

مگر وہ جن کو یہ دعا نصیب نہ ہو سکے یا جن کی بعض وجوہات کی بناء پر یہ دعا قبول نہ ہو ان کے لئے پھر اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کی دعا سکھائی ہے کہ اے خدا اس ظالم سے مجھے نجات بخش اور اس دنیا میں تو میں گھر نہیں دیکھ سکی، آخرت میں مجھے گھر دے دے- تیری محبت کی خاطر میں ایمان لائی ہوں اور یہ نہ ہو کہ دنیا میں بھی بے نصیب رہوں اور آخرت میں بھی بے گھر رہوں- تو ان کو بھی پھر جنت میں بالا خانے ضرور ملتے ہیں اور فرعون کی بیوی کی دعا میں تو بڑا ہی درد ہے یہ دعا بھی استعمال کر کے دیکھیں پھر- درد کی کیفیت یہ ہے کہ اس پر ایمان لائیں جس کو پالا تھا اور ایک بادشاہ کی بیوی ہوتے ہوئے بادشاہ کا عتاب لے لیا لیکن ایمان نہیں چھوڑا- تو ایک گھر قربان ہوا اس کے بدلے خدا بہت بڑا اور بلند تر گھر اس کو عطا کرے گا اور اسی ارادے کے ساتھ خدا نے دعا سکھائی-

پس خدا جو دعائیں سکھاتا ہے اس میں قبولیت کا ارادہ شامل ہوتا ہے-

پس اس بات کو یاد رکھیں تو اس دعا کی اور بھی قیمت بڑھ جائے گی جو دعائیں خدا براہ راست سکھاتا ہے کہ یہ دعا کر، یہ دعا کر جب تک عطا کرنے کا ارادہ نہ ہو سکھانے کا کیا مطلب ہے- پس اس دعا کے لئے ہر گھر میں

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

مقبولیت کا ایک در کھلا ہوا ہے- کوئی گھر بھی نہیں جس کی چھت پر ایک در نہ کھلا ہو جو اس دعا کے ذریعے سے خدا تعالیٰ سے رحمتیں طلب کرنے کے لئے کھولا گیا ہے- تو یقین کریں جب خدا سکھا رہا ہے تو دینے کا ارادہ رکھتا ہے، بادشاہ جب کہتے ہیں مانگ جو مانگتا ہے تو جو مانگتا ہے پھر اس کو دیتا ہے جس حد تک دینا ہو لیکن اگر یہ بھی ساتھ سکھائے کہ یہ دے سکتا ہوں میں اور اس طرح مانگ تو پھر کیسے انکار کر سکتا ہے-

تو یہ وہ دعا ہے جو خدا نے خود آنحضرت ﷺ کے ذریعے ہمیں پہنچائی ہے کہ یہ دعا مانگا کرو تو تمہیں دنیا کی جنت بھی ملے گی آخرت کی جنت بھی ملے گی اور آخری بات اس کے بعد ہے "اولٰئك يجزون الغرفة بما صبروا"- صبر اس میں ضروری ہے- یہ یاد رکھنا کہ بعض دعاؤں میں اگر صبر نہ ہو تو اس صبر کے فقدان کی وجہ سے دعائیں قبول نہیں ہوتیں کیونکہ ہر چیز کے لئے ایک وقت ہے اور ہر بیماری کی شفا کا بھی ایک وقت ہوا کرتا ہے- یہ میں بہت لمبے تجربے سے آپ کو بتاتا ہوں کہ ہر بیماری فوراً ٹھیک ہو نہیں سکتی اس لئے اگر دو دن دوائی کھائیں اور چھوڑ دیں تو ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس دوا نے فائدہ نہیں دیا اس میں شفا تھی ہی نہیں- کئی ایسے مریض ہیں جو مجھے لکھتے ہیں کہ جی ہم نے اتنے دن کھائی ہے ان کو میں بتاتا ہوں کہ آپ کی بیماری ایسی ہے کہ ایک سال، دو سال کھانی پڑے گی یعنی دوا فوراً اثر نہیں دکھائے گی بعضوں کو میں کہتا ہوں ایک مہینہ کھاؤ پھر بتانا اور اگر میری تشخیص درست ہو تو مہینے والوں کی دوا مہینے کے بعد ضرور اثر دکھاتی ہے پھر وہ لکھتے ہیں ہاں اچانک ہم ٹھیک ہو گئے، اور سالوں والی دعا سالوں میں اثر دکھا دیتی ہے-

بعض عورتیں بچے کی خواہش لے کر آتی ہیں دعا کے لئے بھی اور دوا کے لئے بھی تو دوا جب میں دیتا ہوں تو بعض کہتی ہیں جی دو مہینے ہو گئے ہیں ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہوا- میں ان سے کہتا ہوں کہ دو مہینے کی بات نہیں ہے بعض دفعہ یہ دوا دو سال، تین سال بھی کھانی پڑتی ہے مگر کھاتی چلی جائیں کیونکہ ہر بیماری کی تبدیلی کے اندر اس کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے- یعنی جو چیزیں آہستہ آہستہ آکر خلیوں میں بیٹھ جائیں، جسم کی بناوٹ کو تبدیل کر دیں، رحم کے اوپر کچھ ایسی پپڑیاں جم جائیں جو اس کے بچے کے پیدا ہونے کے رستے میں ایک دیوار بن کر حائل ہوں تو کوئی تیزاب ڈال کے تو نہیں آپ گھول سکتے ان پپڑیوں کو- آہستہ آہستہ جسم میں ایک رد عمل پیدا ہوتا ہے، صحت مند خون چلتا ہے پھر وہ رفتہ رفتہ دور ہونے لگ جاتی ہیں- تو جب دنیا کی بیماریوں کا یہ حال ہے تو اخلاقی اور روحانی بیماریوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے- بعض لوگ فوراً شفا پا نہیں سکتے مگر جو صبر نہیں رکھتا نہ وہ دنیا کی بیماریوں سے شفا پا سکتا ہے، نہ روحانی بیماریوں سے شفا پا سکتا ہے تو ایسا کامل نسخہ ہے قرآن کریم کہ اس کے ہر نسخے کے اندر ہر احتیاط کا پہلو ہر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے- کوئی پہلو نہیں چھوڑا گیا-

تو یہ دعا سکھا کر کہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر ہمیں اور اولاد کی طرف سے بھی ہم ٹھنڈ پائیں ایک دوسرے سے بھی ٹھنڈ پائیں، فرمایا، تمہیں بالا خانے تو ملیں گے مگر اس وجہ سے ملیں گے "بما صبروا"- یعنی ان لوگوں کو، ان دعا کرنے والوں کو جو جزا ملے گی اس لئے کہ اس دعا کے ساتھ صبر بھی شامل تھا اور صبر میں دو مضمون ہیں ایک یہ کہ دعا کے ساتھ ایک دکھ کی لذت بھی شامل تھی یعنی خشک مونہہ سے دعائیں نہیں کیا کرتے تھے- صبر کے ساتھ دکھ کا ایک لازمی تعلق ہے ورنہ صبر کا معنیٰ ہی کوئی نہیں اگر ویسے آرام کی زندگی ہے تو اسے صبر کون کہہ سکتا ہے تو فرمایا ان کو جو جزا ملے گی اس لئے کہ ان کی دعاؤں میں ایک دکھ تھا اور صبر کرتے تھے دو باتوں میں- ایک تو یہ کہ ہم پر توکل میں صبر کرتے تھے اور آئے دن یہ نہیں کہتے تھے کہ لو جی ہماری تو دعا قبول نہیں ہوئی اور دوسرے یقین رکھتے تھے کہ خدا تعالیٰ تبدیلی کر سکتا ہے اس لئے تبدیلی نہ بھی نظر آئے تو ایمان نہیں جاتا تھا ان کا اور صبر کر کے وہ دعا کرتے چلے جاتے تھے-

حضرت زکریاؑ کی دعا دیکھو کتنی عظیم الشان ہے- وہ کہتے ہیں دعائیں کرتے کرتے میں بوڑھا ہو گیا ہوں، ہڈیاں گل گئیں، سر بڑھاپے سے آگ کی طرح بھڑک اٹھا ہے، سفید ہو گیا ہے "ولم اكن بدعائك رب شقيا"- اے خدا آج تک میں وہ بدبخت نہیں جو تیری دعا سے مایوس ہو جاؤں کبھی مایوس نہیں ہوا- یہ ہے صبر جو بعض دفعہ اتنا لمبا کھینچا جاتا ہے جس طرح حضرت زکریاؑ کا ذکر ہے مگر روزمرہ کی زندگی میں اتنے لمبے امتحان خدا نہیں لیا کرتا- انبیاء کے مناصب بلند ہیں، ان کے امتحان بھی بڑے کڑے ہوا کرتے ہیں اور بعض دفعہ لمبے چل جاتے ہیں مگر نیا نیا خدا کا مہمان بن رہا ہو اس کے ساتھ خدا اتنے لمبے معاملے نہیں کیا کرتا- شروع شروع میں دعائیں جلدی قبول ہوتی ہیں پھر جب انسان آگے ترقی کرے تو پھر پورا صبر کے مضمون میں داخل ہو جاتا ہے-

تو یہ دعا بہت ہی اہم ہے کیونکہ اس کے بغیر ہمارا معاشرہ تبدیل نہیں ہو سکتا اور اس کے بغیر عبادت کا لطف بھی نہیں آسکتا- عبادت کا لطف اس ماحول میں ہی ہے جو ماحول یہاں بیان فرمایا گیا ہے- نیک ماحول ہے ایک دوسرے کی نیکیاں اچھی لگتی ہیں ایک دوسرے کی نیکیاں دیکھنے کو دل چاہتا ہے، ان نیکیوں کے لئے دعائیں کرتے وقت گزرتا ہے پھر جب وہ عطا ہوتی ہیں تو جتنا نیک ہو کوئی ساتھی اتنا زیادہ اس سے پیار بڑھ جاتا ہے اتنی ہی زیادہ اس کی دل میں قدر بڑھتی چلی جاتی ہے- فرمایا "خٰلدين فيها" یہ وہ حالت ہے جو ہمیشہ کی ہے اتفاقی آئی گئی حالت کا نام نہیں ہے- یہ حالت تو آکر ٹھہر جانے والی ہے اور صبر کے ساتھ اس مضمون کا گہرا تعلق ہے- صبر کا مطلب ہے جتنا لمبا چاہے اللہ آزمائے، ہلنا نہیں اور جب انسان استقامت دکھا دے، صبر دکھا دے تو خدا کیسے اس کی جزا کو عارضی بنا سکتا ہے- پس دائمی جزا کا صبر سے ایک گہرا تعلق ہے-

فرمایا وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے "حسنت مستقراً و مقاماً" کیا ہی عمدہ، کیا ہی خوب صورت عارضی ٹھکانہ اور کیا ہی خوب صورت مستقل ٹھکانہ ہے- اس سے پہلے بھی اسی طرح ٹھکانے کا ذکر گزرا ہے "سآء ت مستقراً و مقاماً" کہ وہ لوگ جو اس مضمون کو نہیں سمجھتے اور اپنے گھر کو خود برباد کر لیتے ہیں ان کے لئے تو وہ گھر بھی خواہ وہ عارضی ہو وہ بھی مصیبت ہے، مستقل ہو تو اور بھی مصیبت اور جہنم میں بھی یعنی دوسری دنیا میں بھی ان سے پھر یہی سلوک ہو گا جو ان کو دوسری دنیا کا گھر نصیب ہو گا "سآء ت مستقراً و مقاماً"- اس سے تو ایک لمحہ بھر کے لئے گزرنا ہی بڑی مصیبت ہے، کہاں یہ کہ آپ وہاں مستقل ڈیرہ ڈال کے بیٹھ رہیں- تو اس کے مقابل پر یہ جزا بیان فرمائی گئی ہے- ایک گھر تم وہ بھی بنا سکتے ہو جو تم جہنم میں بنا رہے ہو اس دنیا میں بیٹھے یہاں بھی مارے گئے وہاں بھی مارے گئے اور ایک گھر اس کے مقابل پر جنت میں بنانے کا یہ طریق ہے اگر اس کو اختیار کرو گے تو یہاں بھی کامیاب ہو گے اور وہاں بھی کامیاب ہو گے اور دونوں جگہ کی جنتیں نصیب ہوں گی-

"قل ما يعبؤ بكم ربی لو لا دعآء كم فقد كذبتم فسوف يكون لزاماً" تو کہہ دے کہ میرا رب تمہاری کچھ بھی پرواہ نہ کرتا "لو لا دعآء كم" اگر تمہاری دعا نہ ہو- یہ کیا وجہ ہے کیا اللہ تعالیٰ بندوں سے ایسا بے نیاز ہے جو مرضی برباد ہوتے پھریں ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا- "لو لا دعآء كم" میں بندے کی بے اعتنائی کا ذکر ہے اصل میں، جب تم میرا پوچھتے ہی نہیں میرے پاس آنے کی تمنا ہی پیدا نہیں ہوتی تو پھر تمہارے دل سے دعا اٹھ ہی نہیں سکتی- پس دعا سے مراد یہ نہیں کہ اللہ کو بلوانے کا شوق ہے- مراد یہ ہے کہ تمہارے دل میں میری اتنی بھی محبت نہیں کہ کبھی مجھے پکارو، کبھی مجھے بلاؤ تو پھر میں بھی گرا پڑا نہیں ہوں- اگر تم مستغنی ہو تو میں تم سے بڑھ کر مستغنی ہوں، اگر تم دعا نہیں کرتے، میری طرف توجہ ہی کوئی نہیں اور یہ سارا مضمون وہی دعا کا ہے- دعاؤں کے ذریعے تم دنیا کی جنتیں اور آخرت کی جنتیں حاصل کرنے کی تمنا ہی نہیں رکھتے، کوشش ہی نہیں کرتے تو پھر "كذبتم" تم جھٹلا بیٹھے ہو-

"فسوف يكون لزاماً" اس دعا کو جھٹلانے کی جو وبا ہے یا دعا کو جھٹلانے کی جو بلاء ہے وہ تم سے چمٹ جائے گی، تمہیں چھوڑے گی نہیں کیونکہ خدا کے سوا دنیا میں کوئی سہارا ہی نہیں ہے- پھر ہر مصیبت، ہر بلاء تمہارا دائمی حصہ بن جائے گی- پس اس سے پہلے دیکھیں فرمایا تھا وہ ہمیشہ کے لئے ہے "خٰلدين فيها" اب جو بدی ہے اس کے مقابل کی اس کو بھی مستقل کر کے دکھا رہا ہے اللہ تعالیٰ- "خٰلدین" کے مقابل پر یہ ہے "فقد كذبتم فسوف يكون لزاماً" تم نے جب دعا کو جھٹلا ہی دیا ہے تو جو بدیاں دعا کے بغیر تم سے چمٹنے والی ہیں وہ پھر مستقل چمٹی رہیں گی، وہ چھوڑیں گی ہی نہیں تمہیں- تو یا اس طرف کا دوام حاصل کر لو یا اس طرف کا دوام حاصل کر لو، یا ادھر کی ہمیشگی لے لو یا ادھر کی ہمیشگی لے لو یہ دو ہی رستے ہیں تمہارے لئے جس کو چاہے اختیار کرو-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دعا کے متعلق اپنے ایک کشف کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور یہ بہت ہی اہم کشف ہے جسے ہمیں پیش نظر رکھنا چاہئے- فرماتے ہیں "انسان کی پیدائش کی اصل غرض تو عبادتِ الٰہی ہے لیکن اگر وہ اپنی فطرت کو خارجی اسباب اور بیرونی تعلقات سے تبدیل کر کے بے کار کر لیتا ہے"- فرمایا فطرت میں خدا کی طرف جھکنا ہے اور اگر نہیں جھکو گے اور دنیا کی لذتوں کی طرف مونہہ رکھو گے تو پھر تم اس کے عبد بن نہیں سکتے- اور جب تم اس کے عبد نہیں بن سکو گے تو پھر اس کو تمہاری کیا

لولاك لما خلقتُ الافلاك

ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مِرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

پرواہ ہے۔اس مضمون کے لئے جو دوسری آیات میں نے چنی ہیں وہ آج تو خطبے کا وقت ختم ہو رہا ہے پھر انشاءاللہ وقت ملے گا تو آپ کو سناؤں گا۔یہاں کشف سن لیجئے۔

فرماتے ہیں کہ "میں نے ایک بار پہلے بھی بیان کیا تھا کہ میں نے ایک رویا میں"۔یہ رویا ہے، کشف ان معنوں میں نہیں جو عام طور پر معروف ہیں، فرمایا "میں نے ایک رویا میں دیکھا کہ میں ایک جنگل میں کھڑا ہوں شرقاً غرباً اس میں ایک بڑی نالی چلی گئی ہے۔اس نالی پر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک قصاب کے جو ہر ایک بھیڑ پر مسلط ہے ہاتھ میں چھری ہے "ایک ایک بھیڑ پر ایک ایک قصاب الگ الگ مقرر ہے "جو انہوں نے ان کی گردن پر رکھی ہوئی ہے اور آسمان کی طرف مونہہ کیا ہوا ہے میں ان کے پاس ٹہل رہا ہوں میں نے یہ نظارہ دیکھ کر سمجھا کہ یہ آسمانی حکم کے منتظر ہیں تو میں نے یہ آیت پڑھی "قل ما یعبؤ بکم ربی لو لا دعآء کم" یہ سنتے ہی ان قصابوں نے فی الفور چھریاں چلادیں اور یہ کہا کہ تم ہو کیا آخر گوہ کھانے والی بھیڑیں ہی ہو"۔

اب یہ جو رویا کا نظارہ ہے بہت ہی گہرا اور بہت ہی لطیف تفسیر ہے اس آیت کریمہ کی۔بھیڑیں گوہ پر مونہہ مارنے میں مشہور ہیں۔بکریاں بھی ہر طرف مونہہ مارتی ہیں مگر بھیڑیں خاص طور پر گندگی کھانے میں ایک خاص شہرت حاصل کر چکی ہیں تو مضمون جو بیان ہوا ہے اس آیت سے پہلے وہ یہی تو ہے کہ یا ادھر کا مونہہ رکھو گے یا ادھر کا مونہہ۔یا اس طرف دلچسپیاں لو گے یا اس طرف دلچسپیاں لو گے۔اگر تمہاری دلچسپیوں کا رخ غیر اللہ کی طرف ہی رہے گا تو تم پھر عبادت نہیں کر سکتے اور جب اللہ کے عبد نہیں رہو گے تو خدا کو پھر تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔پھر آسمان سے کسی وقت بھی تمہاری ہلاکت کا حکم نازل ہو سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ہر وقت پکڑے جاؤ۔

پس اس آیت میں جہاں تنبیہ ہے اور ایک خوفناک نظارہ ہے وہاں بخشش کے لئے اور توبہ کے لئے گنجائش بھی کھلی رکھی ہے۔کوئی تقدیر کا فرشتہ آپ کی گردن پر چھری نہیں پھیرے گا جب تک آسمان سے یہ آواز نہ اترے کہ ہاں اس کا وقت آگیا ہے۔پس اس وقت سے پہلے پہلے پھر جاؤ اور خدا کی طرف توجہ کر کے دنیا کی ہلاکتوں سے بچنے کی کوشش کرو پھر دعا زیادہ زور اور شدت کے ساتھ اٹھے گی کیونکہ خطرے کی دعا ہے، مضطر کی دعا بن جائے گی۔پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کو نئی زندگی عطا ہو سکتی ہے جس میں عبادت میں لذت پیدا ہو جائے گی اور اور بھی بہت سے فوائد، جو اس دنیا کے بھی ہیں آخری دنیا کے بھی ہیں، وہ اسی دعا سے وابستہ ہو جائیں گے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کے سنائی۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (بشکریہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

جماعت احمدیہ گھانا (مغربی افریقہ) کا ۶۸واں جلسہ سالانہ

صدر مملکت کے خصوصی نمائندہ کے علاوہ ملک کے احمدی وزیر دفاع اور گھانا کی نیشنل پارٹی N.P.C کے احمدی چیئرمین NATIONAL COMM : SSION FOR CIVIC EDUCATION اور کئی پراماؤنٹ چیفس اور ممبران پارلیمنٹ کی شمولیت۔

۴۶ ہزار افراد کی جلسہ میں پُر رونق حاضری

گھانا (مغربی افریقہ) کا ۶۸واں جلسہ سالانہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۹۶ء کو جماعت احمدیہ گھانا کی بستان احمد کے نام پر اپنی خرید کردہ ۲۵ ایکڑ زمین پر نہائت شان سے منعقد ہوا۔

ملک کے طول و عرض کے ۴۶ ہزار سے زائد حاضرین کے علاوہ صدر مملکت گھانا کے خصوصی نمائندہ کے علاوہ ملک کے وزیر دفاع الحاج ادریبسو مہاما اور گھانا کی حکومتی سیاسی پارٹی N.P.C کے چیئرمین مسٹر یوسف علی اور کئی ممبران پارلیمنٹ پیراماؤنٹ چیفس اور دیگر سرکردہ ہستیاں جلسہ میں شامل ہوئیں۔غیر احمدی مسلمانوں کی جانب سے فیڈریشن آف مسلم گھانا کے نمائندہ نے شرکت کی اس طرح بلال کمیٹی گھانا کے نمائندہ بھی شامل ہوئے۔

اس سال کے جلسہ کی ایک خاص بات یہ رہی کہ سال ۹۶ء میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی پر سو سال مکمل ہونے پر اس جلسہ میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے مضامین پر روشنی ڈالی گئی تھی۔

جلسہ کا افتتاح امیر و مشنری انچارج مولانا عبدالوہاب آدم صاحب نے فرمایا تلاوت قرآن مجید کے بعد آپ نے مختصر خطاب فرمایا اس جلسہ میں تین نو مبایعین اماموں نے بھی شرکت کی ایک امام صاحب نے اپنی تقریر میں اپنے قبول احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ گھانا کے مختلف علاقوں میں اہل سنت اور تیجانی فرقوں کے درمیان اسلام کے نام پر ہونے والے فسادات جن میں معصوم لوگوں کے گھر جلائے گئے کئی لوگوں کو اپنے علاقوں سے ہجرت کرنی پڑی اور سب ظلم اسلام کے نام پر ہوئے ان واقعات سے میرا دل بھر گیا۔میں نے اللہ کے حضور دعا کی کہ اللہ میری صحیح اسلام کی طرف راہنمائی کر۔چنانچہ چند روز کے بعد پتہ چلا کہ ایک تبلیغی ٹیم اسلام کی تبلیغ کرنے آئی ہے اور میں نے ان کی باتوں کو سنا تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ یہ اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے چنانچہ میں نے اسی وقت بیعت کرلی۔

جلسہ میں صدر مملکت گھانا کے نمائندہ نے گھانا میں جماعت احمدیہ کی تعلیمی و طبی خدمات کی تعریف کی۔جلسہ میں حاضرین کے قیام و طعام کا نہایت عمدہ انتظام تھا۔یاد رہے کہ گھانا میں بفضلہ تعالیٰ احمدیت دن دُگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے گزشتہ سال ملک میں ۲ لاکھ ۲۶ ہزار لوگ احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔جبکہ پورے براعظم افریقہ میں گزشتہ سال دس لاکھ لوگ احمدیت میں شامل ہوئے تھے۔

دعائے مغفرت

افسوس محترمہ عائشہ خاتون صاحبہ اہلیہ محترم قمر الدین صاحب مرحوم ۵ مئی کو اپنے چھوٹے بیٹے مکرم ڈاکٹر صابر صدیقی صاحب صدر جماعت احمدیہ رڑکی کے مکان پر وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت عبد الحمید صاحبؓ کی صاحبزادی تھیں۔مرحومہ نہایت متقی دعاگو صوم و صلوٰۃ کی پابند غریبوں سے محبت کرنے اور ان کی مدد کرنے والی خاتون تھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت سے بہت محبت رکھتی تھیں۔

اسی روز آپ کی تدفین آبائی قبرستان قصبہ انچولی ضلع میرٹھ میں بعد نماز مغرب عمل میں آئی۔آپ کے دو بیٹے محترم نور الدین صدیقی صاحب صدر جماعت احمدیہ میرٹھ اور مکرم شجاع الدین صدیقی صاحب ڈائریکٹر کواپریٹو بنک میرٹھ ہیں باقی خاندان پاکستان و کینیڈا میں ہے۔

مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات نیز تمام عزیز و اقارب کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے درخواست دعا ہے۔

(محمد شمیم سیکرٹری مال جماعت احمدیہ رڑکی)

اعلان نکاح

مکرم مولوی کے ایم ناصر احمد صاحب ابن مکرم محی الدین صاحب آف آرایپورم کیرلہ معلم وقف جدید بیرون کرناٹک کا نکاح مورخہ ۲۰ر اپریل کو محترم مولوی پی محمد یوسف صاحب معلم وقف جدید کیرلہ نے ۱۰۰۰۰ دس ہزار روپے حق مہر پر مکرمہ نور جہاں بیگم صاحبہ بنت مکرم پی عبد السلام آف کیرلہ کے ساتھ پڑھایا۔احباب سے اس رشتہ کے جانبین کیلئے باعث برکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(صغیر ایچ ایس کاڈیشری)

تقریب رخصتانہ

خاکسار کی لڑکی عرشیہ کی تقریب رخصتانہ ۱۱ مئی ۱۹۹۷ کو سعید احمد ولد مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش قادیان کے ہمراہ عمل میں آئی۔احباب سے درخواست ہے کہ خداوند کریم یہ شادی دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت کرے۔نیز خاکسار چند دنوں سے سخت ترین مالی پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے تمام پریشانیوں سے نجات ملنے کیلئے بھی درخواست دعا ہے۔اعانت بدر ۵۱ روپے۔

(محمد عبدالشکور حیدر آباد آندھرا پردیش)

بقیہ صفحہ ۱۱

۵۔ان کے مطالعہ سے دعوۃ الی اللہ کے طریقوں سے بھی آگاہی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کی خدمات کی بہترین جزا دے۔آمین

آپ خوش الحان بھی تھے۔خوشخط اور پینٹر بھی تھے مساجد پر کلمے لکھتے اور تزئین کرتے۔پمفلٹ وغیرہ شائع کر کے گذران کرتے تھے۔حضور کے خاندان کا شجرہ تیار کر کے فروخت کرتے۔آپ اُردو اور پنجابی میں اشعار بھی کہتے۔آپ کی ایک نظم اسی شمارہ میں صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے عرصہ دراز کے بعد لڑکا عطا فرمایا ہے۔لڑکے کا نام بشیر احمد شریف رکھا گیا ہے۔احباب سے زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی کیلئے نیز لڑکے کے صالح و خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔اعانت بدر ۵۰ روپے۔(مقصود شریف سکریٹری مال جماعت احمدیہ بلاری صوبہ کرناٹک)

☆ مکرم عبد المنان صاحب سالک نمائندہ بدر یادگیر کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۹ر اپریل کو لڑکا تولد ہوا ہے۔حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لڑکے کا نام "عبدالوکیل" تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم سلیم صاحب فضل یادگیر کا نواسہ اور مکرم سید ملک صاحب کا پوتا ہے۔زچہ بچہ کی صحت و سلامتی کیلئے نیز نومولود کے نیک صالح خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔(منیجر ہفت روزہ بدر)

درخواست دُعا

خاکسار کے والد محترم پروفیسر محمد عثمان صاحب صدیقی سابق مبلغ اٹلی و مغربی افریقہ شوگر کی وجہ سے بیمار رہتے ہیں۔کامل شفایابی نیز خاکسار اپنے اور اپنے سسرال کیلئے بھی درخواست دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور ہر امتحان میں کامیاب و کامران فرمائے۔اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(خلیل احمد صدیقی ساربروکن۔جرمن)

تجن ثروت جبیں صاحبہ آف کانپور (صوبائی سیکرٹری تبلیغ) یوپی اپنے بھانجے بلال احمد کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ موصوف مختلف عوارض میں شدید بیمار ہو گئے اور نیجے گاندھی میڈیکل کالج میں بھرتی تھے۔الحمد للہ اب کافی افاقہ ہے۔مگر کمزوری بہت ہے۔مکمل صحت یابی کیلئے درخواست دعا ہے۔اعانت بدر ۵۰۰ روپے۔(ادارہ بدر)

☆ میرے بچوں نے امتحانات دیئے ہیں ان کی نمایاں کامیابی کیلئے نیز ہم سب کی صحت و سلامتی کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔

(اہلیہ میر احمد اشرف صاحب مرحوم جڑچرلہ)

بقیہ صفحہ اول

جماعت کیلئے دعائیں کرتے ہوئے گزارا۔اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے۔اللھم اغفرلھا و وسع مدخلھا واکرم نزلھا وارفع درجاتھا فی اعلی علیین۔

قادیان دارالامان میں یہ افسوسناک اطلاع ملتے ہی ۲۲ مئی کو صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ادارہ جات بند کردئے گئے اور ۲۳ر مئی کو بعد نماز جمعہ حضرت سیدہ ممدوحہ نور اللہ مرقدھا کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔

ادارہ بدر آپ کی وفات حسرت آیات پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ افراد بالخصوص قادیان میں رہائش پذیر حضرت مرزا وسیم احمد صاحب درویش ناظر اعلیٰ قادیان آپ کی بیگم صاحبہ اور عالمگیر جماعت ہائے احمدیہ سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

سفر حج کی ایمان افروز داستان

شمس الدین
(صدر جماعت بانڈی پورہ کشمیر)

یہ بھی عجیب ستم ظریفی ہے کہ معاندین احمدیت ایک طرف تو یہ مشہور کرتے ہیں کہ احمدی مکہ معظمہ حج کیلئے نہیں جاتے بلکہ قادیان میں حج کرتے ہیں اور دوسری طرف اگر کوئی احمدی حج کرنے کیلئے جائے تو شیطان بن کر سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ درج ذیل مضمون اس بات کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

گزشتہ سال ماہ مارچ ۱۹۹۶ء میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے نتیجے میں ہم دو بھائیوں یعنی خاکسار اور مکرم شریف الدین صاحب کو زیارت بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

اس بابرکت سفر پر روانہ ہونے سے قبل اور دوران سفر جن مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا اس کی معمولی سی روداد زینت قرطاس کرنے کی جسارت کر رہا ہوں تاکہ آپ اپنے مؤقر جریدے میں شائع فرماکر تمام شمع احمدیت کے پروانوں کیلئے ازدیاد ایمان کا باعث بنیں۔

سفر محمود پر روانہ ہونے سے قبل مُعاندین احمدیت نے اپنے گندے پوسٹروں کی وساطت سے اور دھمکی آمیز عبارات سے بہت زیادہ مرعوب کرانے کی کوشش کی تاکہ ہم اس مبارک سفر کے ارادہ کو ترک کر دیں۔ متذکرہ پوسٹروں میں جان سے مارنے کی دھمکی بھی دی گئی تھی لیکن ہم نے ان کے ناپاک عزائم کو درخور اعتنانہ سمجھ کر اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے در پر جانے کا بھرپور عزم کیا اور اس راہ میں قتل کئے جانے کو اپنی سعادت اور سرخروئی سمجھا۔

مقامی طور پر معاندین احمدیت اور کٹھ پتلی ملاؤں نے نہایت زور و شور سے پروپیگنڈہ شروع کیا کہ بقول ان کے "ان دو غیر مسلموں کو یا تو قتل کیا جائے گا یا ہر صورت میں سعادت حج سے باز رکھا جائے گا۔

چنانچہ ہم نے سفر پر روانہ ہونے سے قبل اور دوران سفر اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعاؤں کا ورد شروع کیا اور ہمارے سمیع و بصیر خدا نے اپنی درگاہ سے ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور بلا جھجھک و بلا خوف ہم سفر محمود پر روانہ ہو گئے۔ اس سفر کے دوران ایک معاند احمدیت ہمارے ساتھ ہولیا تاکہ وہ ہر سطح پر ہمارے سفر میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے اور اپنے ناپاک عزائم بروئے کار لاکر ہمیں فریضہ حج کی ادائیگی سے روک لے۔ چنانچہ شخص مذکور نے سرینگر سے دہلی تک تمام متعلقہ لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم کیا تاکہ ہمارے لئے رُکاوٹ کھڑی کرے۔ لیکن ہماری عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کے نتیجے میں ان کے سارے عزائم خاک میں مل گئے اور ہم نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اور لبیك اللّهم لبيك کا ورد کرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے اور خدائے واحد نے ہمارے اس سفر کو غیر معمولی طور پر آسان بنادیا۔ جدہ کے ہوائی مستقر پر اترنے کے بعد ہمیں کچھ ڈھارس بندھی کہ یہ شخص جو محض ہمارے لئے روک قائم کرنے کیلئے مقرر کر لیا گیا تھا ہر سطح پر ناکام و نامراد ہو گیا۔ غالباً اپنی ناکامی کی اطلاع شخص مذکور نے اپنے بڑے آقا کو پہنچادی جس نے محض ہم دو اشخاص کی رُکاوٹ حج کیلئے مکہ معظمہ کا سفر اختیار کیا تھا۔ ہم خدائی قدرت پر بھروسہ کئے ہوئے اور اس کی بے پایاں شفقت اور نصرت کے نتیجے میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور سب سے پہلے عمرہ کا فریضہ انجام دیا۔ کعبہ شریف کی زیارت کے وقت ہم نے جو دعائیں کیں ان میں یہ دُعا بھی ہماری زبانوں سے نکلی کہ اے ہمارے قادر و توانا خدا!! تو ہمارے دشمنوں کا منہ بند کر دے اور ان کی مخالفانہ باتوں کو بے اثر بنادے عداوت بغض اور کینہ کے نتیجے میں جو بھی قدم انہوں نے اٹھایا ہے ان کو اپنی درگاہ میں شرفِ قبولیت ہرگز نہ بخش۔

عمرہ ادا کرنے کے بعد دوسرے روز ہم دونوں نے سب سے پہلے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جو ہمارے آقا و مطاع ہیں اور جن کے طفیل ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دستِ مبارک پر بیعت حاصل کرنیکی سعادت پائی کے نام اولین طواف کیا تاکہ ان کی پاک روح راضی رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس مبارک سفر کو آنحضورؐ کے طفیل ہی آسان بنادے۔

دوسرا نفلی طواف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع کی طرف سے کیا گیا۔ تاکہ ان کی وساطت سے ساری ہی جماعت احمدیہ اس فریضہ حج میں شامل ہو سکے۔ بعد ازاں ہر روز نفلی طواف کا سلسلہ جاری رہا اور ہم نے دوران طواف کثرت سے تمام جماعت احمدیہ کی ترقی اور دنیا میں اس سلسلہ کے فوری قیام کیلئے دعائیں کیں۔

ہم ایک طرف ذکر اللہ میں صبح و شام۔ دن و رات مشغول رہے اور علمائے سُو جو ہمارا پیچھا کرتے ہوئے مکہ کی پاک سرزمین میں پہنچے تھے اپنی معاندانہ اور دشمنانہ سرگرمیوں کو نہایت ہی شدومد کے ساتھ جاری رکھے ہوئے تھے اور اس بات میں پرعزم تھے کہ وہ اپنے ناپاک مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے اور ہمارے لئے فریضہ حج کی ادائیگی میں ضرور رُکاوٹ پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دوسرے چند معصوم لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک وفد کی صورت بنا کر مکہ شریف کے ایک وائس چانسلر کے سامنے جاکر ان کو ہمارے خلاف اکسانے کی کوشش کی تاکہ سعودی حکومت سے رابطہ قائم کر کے ہمیں حج کرنے سے روک سکیں۔

اس وفد نے محترم وائس چانسلر صاحب سے کہا کہ ہمارے ساتھ کشمیر سے دو غیر مسلم افراد حج کی غرض سے آئے ہیں اور انہیں حج کرنے سے روک دیا جائے۔ خدا کے اس نیک بندے نے وفد کے ارکان سے دریافت کیا کہ کیا یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں' طواف کرتے ہیں' کلمہ پڑھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں انہوں نے برملا طور پر اقرار کیا کہ یہ ایسا ضرور کرتے ہیں مگر احمدی ہونے کی وجہ سے غیر مسلم قرار پائے ہیں۔ اسی لئے ہم التجا کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو فریضہ حج انجام دینے سے روکا جائے۔

خدا تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا مظاہرہ یوں ہوا کہ متذکرہ وائس چانسلر صاحب نے ان کو یہ جواب دیا "میں کس طرح سے ان لوگوں کو حج کرنے سے روک سکتا ہوں جب کہ یہ آپ کے کہنے کے مطابق اسلام کے تمام ارکان بخوبی بجا لاتے ہیں۔ نیز یہ بھی کہا کہ اس سرزمین یعنی سرزمین مکہ پر وہی شخص آتا ہے جس کو خدا اور اس کے رسول ﷺ نے بلایا ہو۔ مزید انہوں نے وفد سے یہ بھی کہا کہ میں قیامت کے روز ان لوگوں کے ذریعے اپنا گلا پکڑوانا نہیں چاہتا ہوں جو کہ صرف نیت حج سے یہاں آئے ہیں اور جن کو خدا اور اس کے رسولؐ نے یہاں بلایا ہے" یہ باتیں سن کر وفد کے ارکان جن میں علمائے سُو بھی شامل تھے اپنا سا منہ لیکر رہ گئے اور شرمندہ ہو کر واپس لوٹے۔

ہم نے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا اور استغفار کرتے ہوئے اپنے خدا سے گناہوں کی معافی مانگتے رہے۔ ساتھ ہی یہ دعا بھی کرتے رہے کہ اے اللہ اس مقدس سرزمین مقدس کعبہ کے طفیل معاندین احمدیت کی زبانوں کو گنگ کر دے جو ہمارے ساتھ محض دشمنی کی بناء پر آئے تھے۔ ان دُعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر شرف قبولیت بخشا کہ جب ان معاندین نے کعبہ کی زیارت کا شرف پایا تو اس وقت تینوں سرکردہ افراد کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور کوئی بھی دعا ان کی زبانوں سے نہ نکل پڑی جب پہلی بار انہوں نے کعبۃ اللہ کو دیکھا تھا۔ یہ بات ہمیں اس وقت معلوم ہوئی جب وہ لوگ ناکام و نامراد واپس اپنے گھروں کو لوٹے اور اپنی نجی محفلوں میں ان باتوں کا ذکر کیا۔ ان میں سے ہی ایک شخص نے یہ خبر سنادی کہ ہماری زبانیں کعبہ کو دیکھتے دیکھتے اس طرح بند ہو گئیں کہ ہماری زبانوں سے کوئی ایک دعا بھی نہ نکل سکی۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں باعزت طریقے سے فریضہ حج انجام دینے کی سعادت نصیب کی اور ہم پورے ڈیڑھ ماہ مکہ اور مدینہ کی پاک سرزمین میں ٹھہر کر واپس بامراد لوٹے۔ دوران سفر ہم نے شعائراللہ کی بھرپور زیارت کی اور مختلف مساجد میں جنہیں تاریخی اہمیت حاصل ہے نماز پڑھی۔ ان میں مسجد قبلتین۔ مسجد قبا۔ مسجد حضرت فاطمہؓ۔ مسجد عمرؓ اور مسجد سلمان فارسیؓ شامل ہیں۔ مکہ شریف میں غارِ حرا جانے کی توفیق بھی ملی اور آنحضورؐ کے مزار مبارک پر جاکر درود شریف کا ورد کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ہمارا سفر نہایت اطمینان سے گزرا اور ہم نے بے شمار حاجی صاحبان کو جو کسی نہ کسی رنگ میں بیمار ہوتے تھے کا علاج و معالجہ بھی کیا اور اس طرح خدمت خلق کا فریضہ بھی انجام دیا۔

ہمارے مکہ شریف میں قیام کے دوران بانڈی پورہ ہمارے علاقے کے سرکردہ مخالفین نے جھوٹے طور پر یہ بات مشہور کی کہ ان دونوں کو حج سے روکا گیا ہے اور وہ قادیان میں قیام پذیر ہیں اور حاجیوں کی واپسی کے ساتھ ساتھ وہ بھی بغیر حج کئے واپس لوٹیں گے کیونکہ ان کو ہمارے بزرگوں نے وہاں جانے سے روک لیا ہے۔

خدا کے فضل و کرم کے ساتھ ہم تمام ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو سمیٹنے کے بعد ۹ مئی ۱۹۹۶ء کو گھر واپس لوٹے۔ یہاں پہنچ کر عوام نے ان علماء سے دریافت کیا کہ کیا واقعی ان دو احمدیوں کو حج کرنے سے روکا گیا تھا لیکن جواب میں انہوں نے شرم کے مارے اپنی گردنوں کو جھکا لیا اور اپنی ہی زبانوں سے اس بات کو غلط قرار دیا کہ احمدی حج نہیں کرتے جس سے عام لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں۔ الحمدللہ۔

الحمد لله ثم الحمد لله ہم خدا کی خاص الخاص عنایات اور مہربانیوں کے طفیل واپس فتحیاب لوٹے۔ اور اس شعر کے مصداق بنے ؎

کبھی نُصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
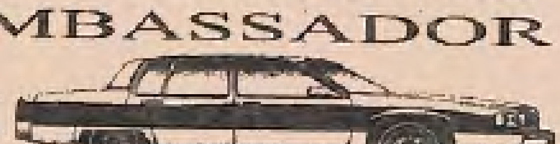
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

دعوۃ الی اللہ کا شوقین ایک احمدی سائیکل سیاح

(قریشی محمد سعید۔ ربوہ)

قریشی محمد حنیف صاحب قمر علوی المعروف سائیکل سیاح جماعت کی بہت معروف شخصیت تھے خصوصاً بنگال، بہار، اڑیسہ میں بہت مقبول اور مشہور تھے وجہ شہرت ان کی خاص طرز کی سائیکل تھی جماعت کے پہلے سائیکلسٹ تھے جنہوں نے سائیکل پر پاک بھارت کی مثالی سیاحت کی اور دعوۃ الی اللہ کیلئے وقف کرتے ہوئے آنریری کام کیا۔ آپ کا یہ وقف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کے مطابق تھا کہ

"ہندوستان کے گاؤں گاؤں میں پہنچ کر میری بعثت کا پیغام دیا جائے"

اس ارشاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے پورے جوش اور شوق سے ایک نیا انوکھا اور دلچسپ طریقہ ایجاد کیا کہ سائیکل کو ایک خاص اور دلچسپ طریقہ سے تیار کیا جس کو دیکھ کر دور دور سے بچے بوڑھے، جوان وغیرہ سب چونک کر متوجہ ہو جاتے اور بھاگ کر قریب آجاتے اور دیکھتے دیکھتے اچھا خاصہ مجمع خود بخود لگ جاتا اور بات چیت کا سلسلہ شروع ہو جاتا اخبار تعمیر راولپنڈی مورخہ ۷ / جون ۱۹۶۳ میں اسکا خاکہ یوں کھینچتا ہے:۔

"موضع کنڈور ضلع میرپور کے رہنے والے قریشی محمد حنیف قمر علوی نے سائیکل پر کافی سامان لوڈ کر کے سفر کرنے کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ جس کے اوپر عمدہ طریق سے تین بکس دو بالٹیاں، سر پر چھتری، کیریر پر ایک بڑا پوسٹر، نیچے ایک کپڑے کا بڑا بورڈ، ہنڈل کے اوپر سامنے ایک سفید کپڑے پر کلمہ طیبہ لکھا ہے۔ اس کے سارے سامان کا بوجھ ۱۲۰ پونڈ قریباً ڈیڑھ من ہے۔ کھانا پکانے کے لئے برتن، مرمت کا سامان، بستر، کپڑے، کتب، چارٹ، راشن، کوئلہ، انگیٹھی سب ضروری، اشیاء رکھی ہیں۔ یہ سائیکل ۱۲ فٹ لمبا اور ۹ فٹ اونچا بنایا ہے۔ اور یہ اس کا چوتھا سائیکل ہرکولیس کمپنی کا ہے جو کہ ۱۵ سال سے زیر استعمال ہے اس پر قریباً ۱۵ ہزار میل سفر کیا گیا ہے۔ تقسیم سے پہلے اس نے ہندوستان کے صوبہ یوپی۔ سی پی اڑیسہ اور متحدہ بنگال میں لمبے لمبے سفر کئے ۴۰ سال ہوئے۔ بنگالی، اڑیہ، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں آنحضرت ﷺ کی نعتیں بہت خوش الحانی سے پڑھ کر۔ اسلام کے فضائل سنا کر لوگوں کو مذہب اسلام کی طرف راغب کرتا ہے۔"

(اخبار تعمیر۔ راولپنڈی ۷ / جون ۶۳)

اخبار نوائے وقت لاہور میں بھی ایک انٹرویو مع فوٹو سائیکل شائع ہوا تھا۔ بعض اور رسائل اور اخبارات میں بھی ذکر آیا ہے عام آدمی کا اس بھاری سائیکل کا سنبھالنا بھی مشکل تھا چہ جائیکہ اس پر چڑھ کر سائیکل چلانا اس عجوبہ روزگار سائیکل کی وجہ سے اور پاک بھارت کی مثالی سیاحت کی وجہ سے ہر جگہ مشہور ہوئے اس بوجھل اور بھاری بھرکم سائیکل پر جنگلوں، صحراؤں، بنگال کے دریاؤں اور مری کے پہاڑوں پر سفر کرتے اور گزرتے رہے اور مامور من اللہ کا پیغام ہندو پاک کے دور دراز علاقوں شہروں اور دیہات میں آنریری طور پر پہنچاتے رہے۔

قبول احمدیت

آپ نے کیسے بیعت کی اور احمدیت میں کیسے داخل ہوئے اپنے قلم سے اسکا ذکر کیا ہے:۔

"یہ راقم عاجز قریشی محمد حنیف ابن جناب حکیم میاں کمال الدین ابن میاں علم دین صاحب موضع کنڈور (کشمیر) جو دریائے جہلم کے کنارے ۲ میل جانب مشرق ہے، پیدا ہوا۔ ہم تین بھائی اور ۲ بہنیں تھیں۔ ہماری بہن غلام فاطمہ اپنے پھوپھی زاد بھائی مولوی خلیل الرحمن صاحب آف بھمبر (کشمیر) مدرس کے ساتھ بیاہی گئیں۔ جناب استاذی المکرم مولوی خلیل الرحمن صاحب طالب علمی کے زمانہ میں اپنے پھوپھا منشی جلال الدین صاحب ساکن بلانی ضلع گجرات کے ذریعہ احمدی ہوئے اور یہ حضرت مسیح موعود کے صحابی تھے۔ انجام آتھم کتاب میں ۳۱۳ کی فہرست میں پہلا نام آپ کا ہے مجھے احمدیت کی خبر انہیں کے ذریعہ پہنچی اور مولوی خلیل الرحمن صاحب بھی ان کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ حضرت منشی جلال الدین صاحب کے ذریعہ ہی دو سکھ مسلمان ہوئے تھے جو کہ بعد میں احمدی ہو گئے تھے ایک جناب بھائی عبدالرحیم صاحب کے نام سے اور دوسرے سردار فضل حق کے نام سے مشہور ہوئے سیالکوٹ کی ملازمت سے فارغ ہو کر ۱۳ سال تک آپ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت سے فیض اٹھانے کے لئے قادیان میں رہے۔ جناب مرزا محمد اشرف صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ انہی کے بیٹے اور مرزا محمد افضل صاحب ان کے چھوٹے فرزند تھے۔ جناب مولوی خلیل الرحمن صاحب محکمہ تعلیم سے ریٹائر ہونے کے بعد مع اپنے خاندان کے قادیان ہجرت کر کے آگئے اور محلہ دارالرحمت میں اپنا مکان بنا لیا۔ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے خاندان کی کئی صاحبزادیوں کو مالیر کوٹلہ میں رہ کر خصوصاً دینیات کی تعلیم دیتے رہے ۴۷ء کے فسادات اور قادیان سے ہجرت کرنے سے چند دن ہی پہلے ان کی وفات ہوئی آپ موصی تھے۔ میں نے مڈل انہیں کے پاس پاس کیا۔

خاکسار نے اپنے وطن کنڈور میں پرائیویٹ مدرسہ اسلامیہ جاری کیا۔ یہ مدرسہ جب شہرت حاصل کر گیا اور آٹھ دس میل دور سے طلبہ آ کر داخل ہو گئے اور کئی افسران نے معائنہ کر کے پسندیدگی کا اظہار کیا۔ ۵ سال کے بعد جب ۱۹۱۹ء میں یہ راقم قادیان چلا آیا تو میرے چھوٹے بھائی قریشی فضل حق (درویش) اس مدرسہ کے مدرس بنے پھر یہ بھی احمدی ہو کر قادیان آگئے۔

جنوری ۱۹۱۹ء میں یہ راقم قادیان میں مکرم مرزا محمد اشرف صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پاس آگیا جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے حالات بچشم خود دیکھ کر اور اطمینان کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر مسجد مبارک میں بیعت کر لی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ اور نظارت تعلیم میں محرر لگ گیا۔ پھر ۱۹۲۲ء سے قادیان میں سکونت کر لی۔ میرے تبلیغی سفر ۴ / اپریل ۱۹۲۳ء سے شروع ہوتے ہیں جبکہ علاقہ ملکانہ میں قادیان سے جانے والے تیسرے وفد میں شامل تھا۔ اس وفد کو حضور نے خود مصافحہ کر کے روانہ کیا۔ شہر آگرہ گیا۔ وہاں سائیکل چلانا سیکھا۔ موضع سانڈھن میں ڈھائی سال مدرس رہا۔ اسی دوران قادیان میں محترم مرزا محمد اشرف صاحب محاسب کی صاحبزادی سے میری شادی ہوگئی ان کی دوسری صاحبزادی کی شادی مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب زود نویس حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ ہوگئی۔ مگر افسوس ہے کہ خاکسار کی اہلیہ ۱۹۲۷ء میں وفات پا گئیں۔

علاقہ ملکانہ میں رضاکارانہ طور پر دعوۃ الی اللہ کے کام کی توفیق ملی۔ صبر و شکر کی طاقت ملی۔ اخراجات بھی غیبی مدد سے پورے ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے بہت سے واقعات ہوئے اس عاجز نے موضع بیری میں ایک گنبد نما مسجد ویران پڑی تھی جس میں دوپہر کی گرمی میں بھیڑ بکری اور پالتو سور دوپہر گزارتے اور گند ڈالتے۔ ان کو ہٹانے والا کوئی مسلمان نہ تھا۔ میں نے تنہا اس مسجد کی صفائی کی۔ جانوروں کو ہٹایا۔ سینکڑوں ٹوکریاں مٹی باہر سے لا کر ڈالی فرش درست کیا مسجد کے صحن میں کنواں کھودا۔ چار دیواری بنائی۔ باغیچہ لگوایا۔ نماز قائم کی۔ ۲۰ کے قریب مسلمان نماز پڑھنے لگے ان کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن شریف پڑھایا۔ بہت سے لوگوں کو آریہ ہونے سے بچایا۔

احمدیت میں آکر دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

۱۹۲۷ء میں مرکز کی طرف سے موضع کیرنگ (اڑیسہ) کے احمدیہ سکول میں مدرس بنا کر بھجوایا گیا مگر کسی وجہ سے یہ سکول نہ چل سکا۔ میں نے دعوۃ الی اللہ کا کام شروع کر دیا۔ جہاں کیرنگ، کٹک، سونگڑہ، کیندراپاڑہ میں مرکز بنا کر آٹھ سال تک گاؤں گاؤں دورے کر کے پیغام حق پہنچایا اور صدہا گاؤں میں پہنچا۔ ان علاقوں میں ۳۵۰۰ میل سائیکل پر سفر کیا۔

سائیکل سفر کی ابتداء

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہش تھی کہ ہندوستان اور پنجاب کے گاؤں گاؤں میں پہنچ کر میری بعثت کا پیغام دیا جائے۔ اسی طرح سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے "منصب خلافت" میں بھی فرمایا ہے اسے پڑھ کر یہ عاجز کمال شوق اور جوش سے بھر گیا اور اپنے خاص سائیکل پر ۲۵ / نومبر ۳۵ء کو شہر کیندراپاڑہ ضلع کٹک (اڑیسہ) سے نکل پڑا اور گاؤں گاؤں پھرنے کا ارادہ کر لیا۔

"تبلیغ کے سلسلہ میں میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان کا کوئی قصبہ یا گاؤں باقی نہ رہے جہاں ہماری تبلیغ نہ ہو۔ ایک بھی بستی باقی نہ رہے جہاں ہمارے مبلغ پہنچ کر خدا تعالیٰ کے اس سلسلہ کے پیغام نہ پہنچا دیں اور خوب کھول کھول کر انہیں یہ سنا دیں۔ یہ کام معمولی نہیں اور آسان بھی نہیں ہاں اس کو آسان بنا دینا اور معمولی کر دینا خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ (صفحہ ۱۹۔ مطبوعہ قادیان)

"پس ایسی تجویز کرو کہ ہر قصبہ اور شہر اور گاؤں میں ہمارے مبلغ پہنچ جاویں۔ اور زمین و آسمان گواہی دیں کہ تم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اور پہنچا دیا ہے۔" (صفحہ ۲۰)

"اس قسم کے لوگوں کی بہت بڑی ضرورت ہے جو خدمت دین کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ یہ ضرورت کس طرح پوری ہو ایک سہل طریق خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ ہو۔" (صفحہ ۲۴)

اس تحریر سے میرے دل میں بہت جوش اور شوق پیدا ہوا کہ فی الحال بنگال کا لمبا سفر کر کے گاؤں گاؤں اور شہر شہر دورہ کر کے مامور من اللہ کا پیغام پہنچایا جائے چنانچہ بنگال میں ایک رویا دیکھا جس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ کام ضرور پسند آئے گا اس سے قبل ۲۴ء میں کندراپاڑہ میں یہ رویا دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے نیند سے جگا کر ارشاد فرمایا کہ میری نظم اٹھ کر مجھے سناؤ۔ "اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار" اس کے قریباً ایک درجن اشعار مجھے یاد تھے جن میں اسلام کی حفاظت اور ترقی کی دعائیں ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو یہ نظم سنائی:۔

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
کیا سلائیگا مجھے تو خواب میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
لشکر شیطان کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا
بات مشکل ہوگئی قدرت دکھا اے میرے یار
تیرے ہاتھوں سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

اٹھو قمر کر کسو۔ راہ خدا میں چل پڑو
دیر یہ اس قدر ہے کیوں۔ تیرا قصور ہو گیا

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ عاجز اپنے سائیکل کو نئے انداز سے ترتیب دے کر اور بنا سنوار کر شہر کندراپاڑہ (اڑیسہ) سے مورخہ ۲۲ / ۱۱ / ۳۵ء کو کلکتہ کے لئے روانہ ہوا مختلف شہروں اور دیہات سے گزرتا اور دعوۃ الی اللہ دیتا ہوا ۱۳ / دسمبر ۳۵ء کو کلکتہ پہنچ گیا۔

کلکتہ کے احمدی احباب۔ بنگال کے احباب اور محترم امیر صاحب بنگال مولوی محمد صاحب نے بہت تعاون کیا۔ اور اخبار "سن رائز" ۴۸ جنوری ۲۶ء میں محترم سی اے متین اور بی۔ یو۔ حق صاحب جو پروفیسر ہیں اپنے رائے دی جو درج ذیل ہے :۔

"ایک سائیکل سیاح مسٹر کیو۔ ایم۔ حنیف کو دیکھنے کا موقع ملا... ہم نے انہیں کچھ دیر ٹھہرنے کی زحمت دی اور ان کے مشن کے بارہ میں ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے اپنے سائیکل سفر اور اس کے اغراض و مقاصد مختصراً بتائے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد۔ اسلام کی سر بلندی۔ حضرت محمد عربی ﷺ کے علوشان اور حضرت احمد قادیانی کی مدح میں نعتیں اور نظمیں پڑھیں اور بالآخر وہ پیغام سنایا جو وہ تحریک احمدیت کے مرکز قادیان سے لے کر آئے تھے۔ ان کی سائیکل کیا ہے بس تھوڑے سے مبالغے کے ساتھ ایک چھوٹی سی دنیا ہے۔ سیاحت کا ایک چلتا پھرتا۔ ایک خود کفیل گھر ہے جس میں سفر کی تمام تر سہولتیں میسر ہیں بلکہ اصل چیز اس کا وہ عمدہ سازو سامان ہے جو اپنی ذات میں ہر لحاظ سے جامعیت رکھتا ہے اور تمام نسل انسانی کو عالمی بھائی چارہ کے رشتوں میں منسلک کرنے کی ایک قابل قدر مساعی ہے۔ ہم علی وجہ البصیرت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک مصروف ترین شہری جو اپنی طبیعت کے اعتبار سے کسی کی بات سننا گوارا نہیں کرتا وہ بھی جب ان کو دیکھتا ہے تو ایک لحہ رک جاتا ہے اور اس سائیکل سیاح کی شاندار کامیابی کا خواہاں ہوتا ہے۔ اس عجیب و غریب سائیکل پر مختلف جھنڈے ہیں جو ہوا میں لہرا رہے ہیں اور ان پر لکھی ہوئی عبارتیں موصوف کے اس عزم و ہمت کی غمازی کرتی ہیں کہ وہ مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کا پیغام ہندوستان کے دور افتادہ علاقوں تک پہنچا کر رہے گا... یہ سائیکل سیاح زبردست روحانی جذبہ سے سرشار ہے اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے پورے اطمینان کے ساتھ کوشاں ہے۔" (سی اے متین۔ بی یو حق۔ کلکتہ)

آپ بنگال کے سینکڑوں گاؤں اور شہروں میں پھرے۔ ۱۲ مباحثے کئے۔ ہر بڑے شہر میں بڑے بڑے جلسے کئے۔ بہت سے ایمان افروز واقعات ہوئے۔ کئی دفعہ موت کے منہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے بچایا بہت سے دوست سلسلہ میں داخل ہوئے۔ رپورٹیں باقاعدگی سے حضور کی خدمت میں بھجواتا رہا ۴۵ء میں قادیان آگئے۔ ۴۷ء میں تقسیم ہندوپاکستان میں لاہور آگئے۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ اور فیصل آباد میں جماعت میں تعلیم و تربیت کا کام کرتے رہے۔

۱۹۵۱ء۔ ۱۹۶۱ میں آپ نے لاہور سے روانہ ہو کر راولپنڈی، کوہ مری، واہ، کیمبل پور، نوشہرہ، پشاور، چارسدہ، روان، ٹوپی، ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہری، بالاکوٹ، گڑھی حبیب اللہ، مظفر آباد، کوہالہ، پھر کوہ مری کے پہاڑی مقامات کا مشکل سفر اکیلے ہی کیا۔ بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں میں یہ تحریک کریں کہ باہمت انسان اب بھی پہلے بزرگوں کی طرح توکل علی اللہ گھر سے نکل کر اسلام کا پیغام کونے کونے میں پہنچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اس کے شامل حال رہتی ہے۔ مکرم محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لنڈن نے بھی ایک مضمون لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"مجھے ان (قریشی محمد حنیف صاحب) کا یہ انداز بہت پسند تھا اور بسا اوقات میں نے اپنے دوستوں کی مجلس میں ذکر کیا کہ زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اب وقت آگیا ہے کہ سائیکل سیاح سے بات آگے بڑھا کر کار سیاح بننا چاہئے اور کار کو تبلیغ کے لئے اسی انداز میں استعمال کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے اس عاجز کو اس کی توفیق دی۔ جب میں جاپان میں تھا تو وہاں یہ خیال بہت شدت سے آیا۔ شروع میں میرے پاس کار نہ تھی بعد میں جب اللہ تعالیٰ نے کار خریدنے کی توفیق دی تو میں نے اس کار پر ہر طرف عربی، انگریزی اور جاپانی میں اسلام کے بارہ میں تبلیغی اور تعارفی کلمات لکھوالئے اور کار کے اوپر ایک لاؤڈ سپیکر بھی لگوا لیا۔ اس کار پر مجھے اکیلے اور دو تین بار بعض اور دوستوں کے ساتھ ہزارہا میل کے تبلیغی سفر کرنے کا موقع ملا۔ کار اپنی ذات میں توجہ کھینچنے کا موجب ہوتی تھی۔ پھر لاؤڈ سپیکر پر ٹیپ کی آواز بھی دعوت اسلام دے رہی ہوتی۔ علاوہ ازیں جگہ جگہ یہ کار روک کر اسلام کے بارہ میں اشتہارات تقسیم کرنے کا موقع ملا۔ اس تبلیغی مہم کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو جاپان کے کونے کونے میں جانے کی توفیق دی۔"

۶۵ء میں آپ نے محترم شیخ میاں محمد حسین صاحب باغ والی مل فیصل آباد کی طرف سے حج بدل کی بھی توفیق ملی۔ حج سے واپسی کے بعد پھر نئے سرے سے پنجاب و سرحد کے دورے کئے اور سائیکل پر سفر شروع کر دیئے۔

صوبہ یوپی، سی پی، اڑیسہ بہار بنگال، پنجاب صرف سائیکل سفر ۵۵۰۰۰ میل ہے۔ علاوہ ازیں ریل گاڑی، موٹر، پیدل کشتی وغیرہ پر جو سفر کئے وہ اس کے علاوہ ہیں جو ایک لاکھ میل سے زائد بن جاتا ہے۔ آپ نے مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۳ میں بعمر ۸۳ سال ربوہ میں وفات پائی اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دو رائے جو ان کے متعلق ہیں اور اہمیت رکھتی ہیں درج ہیں :۔

"قریشی محمد حنیف قمر کو کوئی تنخواہ یا الاؤنس نہیں دیا جاتا وہ آنریری طور پر فریضہ تبلیغ ادا کرتے ہیں۔ اس کی رپورٹ بھیجتے رہتے ہیں۔ محولہ بالا رپورٹ میں تمام تبلیغی جدو جہد کے علاوہ فروخت لٹریچر، ہاتھ سے کام کر کے کمانا اور خود پکا کر کھانا اور غیر احمدی مساجد کی زینت کیلئے آنریری محنت کرنا۔ ایسے امور ہیں جو ہمارے نوجوان باقاعدہ و آنریری معلمین کے لئے قابل تقلید ہیں۔ میں قمر صاحب کے کام پر اظہار مسرت کرتا اور ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان الفضل ۱۴ نبوت ۱۳۱۴)

۲۔ "خواجہ ظہور الدین صاحب بٹ ایڈوکیٹ و صدر جماعت گوجر خاں لکھتے ہیں مکرم قریشی محمد حنیف قمر سائیکل سیاح نے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے بنگالی میں اپنے تبلیغی کارنامے پڑھنے کے لئے دیئے یہ تحریریں مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر بہت مفید ہیں۔

ا۔ ان سے مولوی صاحب کی دینی خدمات کا علم ہوتا ہے۔

۲۔ آئندہ نسلوں کے لئے یہ کارنامے بطور نمونہ کے کام آسکتے ہیں۔

۳۔ ان کے مطالعہ سے حضرت امام جماعت کی صداقت کا علم ہوگا۔

۴۔ ان سے آئندہ آنے والوں کو پتہ چلے گا کہ ہمارے بزرگ کس محنت اور جانفشانی اور قربانی سے سلسلے کی خدمت کرتے تھے۔ (باقی صفحہ ۸ پر ملاحظہ فرمائیں)

میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

قریشی محمد حنیف قمر سائیکل سیاح مرحوم کی یہ نظم ہر داعی الی اللہ کے ایمان کو تازہ کرنے والی ہے۔ آپ مکرم قریشی فضل حق صاحب درویش مرحوم کے بڑے بھائی تھے۔ اس اشاعت میں قمر صاحب مرحوم کے متعلق ایک مضمون بھی ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

قادیان آکے جب میں ہوا احمدی — تو لگا دیکھنے بس نشاں ہر گھڑی
پھر مجھے مل گئی اِک نئی زندگی — عشق مولا میں مست رہنے لگا!
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

پھر نمازوں میں کیا لطف آنے لگا — جوش آنے لگا کسل جانے لگا
دین کا سدا غم میں کھانے لگا — خوشی خدمت دین میں پانے لگا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

پاک قرآں سے مجھ کو محبت ہوئی — درس دینے کی مجھ میں لیاقت ہوئی
مولیٰ کی مجھ پہ جو رحمت ہوئی — پھر کے دنیا میں سب کو سنانے لگا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

گاؤں بیریؔ[1] میں جب میری ڈیوٹی لگی — واں پہ ویران مجھے ایک مسجد ملی
میرے رہنے سے پھر وہ نئی بن گئی — واں قرآن سب کو پڑھانے لگا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

آگرہ سے مڑا تیسرے سال میں — پھر پہنچا اڑیسہ و بنگال میں
کرتا تھا تبلیغ ہر حال میں — اپنے مہدی کا پیغام دیتا رہا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

موضع "التی"[2] میں جب آئے چھ مولوی — احمدیت پہ تب بحث ہونے لگی
تب رات کو میری چوری ہوئیں — پر دلائل میں تو میرا ہی غلبہ رہا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

کٹک سے جو میں سائیکل پر چلا — میل چھ سو سفر جبکہ میں نے کیا
وعظ مہدی کا جا میں نے ڈھا کے کیا — بارہا لوگوں کا مجھ پہ حملہ ہوا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

لوگ "بھیرب"[3] میں جب جمع ہونے لگے — بحث سن کر مجھے وہ ڈبونے لگے
میرے ساتھی تو گھبرا کے رونے لگے — لیکن اللہ نے مجھ کو لیا تب بچا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

شہر "میدنی"[4] کے پاس اِک کسائی ندی — اس میں طغیانی بارش سے جھٹ آگئی
ہم لگے ڈوبنے اس میں تب اس گھڑی — حکم اللہ سے ملاح اِک وہاں آگیا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

سینکڑوں ہی دعائیں قبول ہوگئیں — محنتیں جو تھیں وصول ہوگئیں
غیر معقول سب معقول ہوگئیں — ہے صداقت کا یہ گویا دن چڑھ گیا
احمدیت میں آکے تو دیکھو ذرا
میرا زندہ خدا۔ میرا زندہ خدا

(قریشی محمد حنیف قمر مرحوم سائیکل سیاح)

ا۔ قادیان کے قریب ایک گاؤں
۲۔ اُڑیسہ میں ایک گاؤں
۳۔ بنگال کا ایک قصبہ
۴۔ بنگال کا ایک شہر

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY, JUN 5th1997 | 97 | ISSUE NO 23

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے

ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 30)

کیوپرم مٹیلکم

CUPRUM METALLICUM

تانبہ سرخی مائل بھورے رنگ کی دھات ہے جس سے مختلف قسم کے اوزار، ہتھیار اور بجلی کی تاریں وغیرہ بنائی جاتی ہیں چونکہ یہ بہت نرم دھات ہے اس لئے اسے مختلف دھاتوں سے ملاکر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ جو لوگ تانبے کا کام کرتے ہیں ان میں اس کے زہریلے اثرات آہستہ آہستہ ظاہر ہوتے ہیں۔ شدید پیٹ درد، ہیضہ، کھانسی اور تشنج اس کی نمایاں علامات ہیں۔ تانبے کے سفوف سے جو ہومیوپیتھی دوا تیار کی جاتی ہے اسے کیوپرم کہتے ہیں۔

کیوپرم میں تشنجاتی کیفیات سب سے زیادہ نمایاں ہیں اور کیوپرم کا تصور ان کیفیات کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ تشنج اتنا شدید اور ناقابل برداشت ہوتا ہے کہ مریض مرنے کی تمنا کرتا ہے۔ کیوپرم کی ہر بیماری میں شدید تشنج اور اینٹھن پائی جاتی ہے جو جسم کے تمام عضلات پر حاوی ہو جاتی ہے۔ کیوپرم مرگی اور ہیضہ جس میں خوفناک تشنج پایا جائے کی خاص دوا ہے۔ جب تشنج کا دورہ ہو تو ہاتھوں کی مٹھیاں نہایت شدت کے ساتھ بند ہوتی ہیں بعض دفعہ انگلیوں کے ناخن ہتھیلیوں میں گڑ جاتے ہیں۔ یہ اینٹھن ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں سے بڑھ کر ٹانگوں اور بازوؤں میں پہنچتی ہے اور تما جسم اکڑ جاتا ہے۔

کیوپرم میں دماغی علامات بھی ملتی ہیں بعض دفعہ دماغ کے خون کی شریانوں میں تشنجی علامات ظاہر ہوتی ہیں جن کے نتیجہ میں مریض بے سروپا باتیں کرتا ہے، حافظہ بالکل جواب دے جاتا ہے۔ ہذیان اور بےہوشی بھی ہوتی ہے، عضلات میں جھٹکے اور تشنج ہوتا ہے۔ پٹھے پھڑکتے ہیں۔ مریض جس کروٹ لیٹتا ہے اس کے مخالف سمت جھٹکے لگتے ہیں۔ سیمی سیوجا میں جس کروٹ لیٹا جائے وہاں پھڑکن پائی جاتی ہے۔ اگر بےہوشی کے ساتھ سارا جسم تن جائے جیسا کہ مرگی کے دوروں میں ہوتا ہے تو یہ کیوپرم کی خاص علامت ہے لیکن اگر عمومی بےہوشی ہو اور جسم کا صرف ایک حصہ پھڑک رہا ہو اور دوسرا بالکل ٹھیک ہو اور سارے جسم میں تناؤ کی کیفیت نہ ہو تو وہ کیوپرم کا مریض نہیں ہے۔ کیوپرم میں نیلاہٹ پائی جاتی ہے اس کے تشنج کا آغاز جسم کے کناروں سے شروع ہوتا ہے اور مرکز کی طرف چلتا ہے۔ انگلیوں کی پوروں سے تشنج شروع ہوگا اور اوپر تک حرکت کرے گا سارا بازو درد سے بھر جائے گا اسی طرح پنڈلیوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے لیکن پہلے پاؤں کے انگوٹھے مڑنے لگیں گے پھر پاؤں پر اثر ظاہر ہوگا اور اس کے بعد پنڈلیوں میں بھی تشنجی علامات ظاہر ہونگی۔ ایسی حالت میں اگر سردی سے فائدہ ہو تو کیوپرم اصل دوا ہے لیکن اگر گرمی سے فائدہ ہو تو نیٹرم فاس یا اور دوائیں دی جاسکتی ہیں۔

کیوپرم کے مریض کی آنکھیں کھنچ کر اوپر چڑھ جاتی ہیں یا مختلف سمتوں میں حرکت کرتی ہیں۔ کیوپرم کالی کھانسی اور دمہ میں بھی بہت مفید ہے۔ میرے نزدیک کیوپرم کو کالی کھانسی اور دمہ کے انتہائی تشنج میں ضرور استعمال کرنا چاہئے اگر گرمی کے موسم میں تکلیف ہو اور سانس کی نالی میں تشنج ظاہر ہو، سانس گھٹ جائے اور ٹھنڈی چیز یا برف کے ٹکور سے فائدہ ہو تو کیوپرم فوری طور پر فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ کالی کھانسی جس کو ٹھنڈے پانی کے گھونٹ سے آرام آئے کیوپرم دینے سے ٹھیک ہو جاتی ہے۔ سینہ کے اطراف میں اور نچلے حصہ میں تشنجی کیفیت بہت تکلیف دہ ہوتی ہے اور مریض سمجھتا ہے کہ وہ اس تکلیف سے مر جائے گا، سینہ سے لے کر پیٹھ تک چاقو کی طرح چیرنے والے درد کا احساس ہوتا ہے۔ دراصل یہ علامت تشنج سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں کیوپرم کی ایک خوراک جادو کی طرح اثر کرتی ہے۔ اس پہلو سے کیوپرم پتہ کے شدید درد اور تشنج میں بھی کام آتی ہے۔ پتہ میں پتھری کے نتیجہ میں بعض دفعہ ایسا تشنج پیدا ہوتا ہے کہ درد کی لہر پیچھے کمر میں جاکر نکلتی ہے جیسے کسی نے خنجر گھونپ دیا ہو۔ اگر یہ تکلیف کینسر میں تبدیل نہ ہوچکی ہو تو کیوپرم اللہ کے فضل سے بہت ہی زوداثر دوا ہے۔ کیوپرم سے فائدہ نہ ہو تو فوراً اپریشن کروالینا چاہئے کیونکہ پتے کی پتھری کینسر میں تبدیل ہو جائے تو ایلوپیتھک میں اس کا کوئی علاج نہیں ہے اور ہومیو پیتھک میں مرض اتنا آگے بڑھ چکا ہوتا ہے کہ شاذ ہی کوئی فائدہ ہو۔ ابتدائی علامتوں میں ہومیو پیتھک اللہ کے فضل سے فوراً فائدہ پہنچاتی ہے۔ خصوصاً قبل از وقت پیدا ہونے والے بڑھاپے میں پنڈلیوں، تلووں، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں تشنج ہوتا ہے اور دورے پڑتے ہیں اگر کوئی بوڑھا آدمی جو لمبا عرصہ تجرد کی زندگی گزار رہا ہو اور وہ شادی کرلے تو ایسے تشنج شروع ہو جاتے ہیں۔

اگر دوران حیض تشنجی کیفیتیں پیدا ہو جائیں اور سب سے پہلے انگلیاں متاثر ہوں تو کیوپرم ہی اصل دوا ہے۔ یہ تشنج انگلیوں سے شروع ہو کر تمام جسم میں پھیل جاتا ہے اور جسم اکڑ جاتا ہے اگر ہذیانی کیفیت ہو اور آنکھیں اوپر چڑھ جائیں تو کیوپرم استعمال کرنا چاہئے۔ مرگی کے دوروں سے قبل گدی سے سر درد شروع ہو کر آگے پیشانی میں آتا ہے اور مرگی میں بھی تشنج نمایاں علامت ہے انگلیوں میں جھٹکے لگتے ہیں اور مریض کی چیخیں بھی نکلتی ہیں اور دورے کے دوران پیشاب اور پاخانہ خطا ہو جاتا ہے لیکن یہ ہر مریض کی علامت نہیں ہے کیوپرم سکڑنے اور کھلنے والے عضلات پر یکساں اثر ظاہر کرتا ہے جب یہ تشنج پیدا کرتا ہے تو درد ہوتا ہے اور جب عضلات کو کھول دیتا ہے تو کنٹرول اٹھ جاتا ہے۔ دورے کے بعد مریض جسم میں درد محسوس کرے تو کیوپرم دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

بسااوقات وضع حمل کے وقت مریضہ بینائی کھو بیٹھتی ہے۔ حمل کے دوران یا وضع حمل کے وقت خون کا دباؤ بڑھ جانے سے دماغ کی رگ پھٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے مستقل بینائی ضائع ہوجاتی ہے لیکن کیوپرم میں وقتی اندھا پن ہوتا ہے اور اس کا تعلق صرف تشنج سے ہے۔ جو خون کی رگ پھٹنے یا خون کا لوتھڑا جمنے سے نہیں ہوتا اس فرق کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اگر وضع حمل کے وقت عارضی اندھا پن پیدا ہو جائے تو فوراً کیوپرم دیں اللہ کے فضل سے فائدہ ہوگا اور وضع حمل کی پیچیدگیوں کو بھی دور کرنے میں مددگار ثابت ہوگی کیونکہ غلط سمت میں اٹھنے والے درد اور تشنج وضع حمل کو مشکل بنا دیتے ہیں اگر یہ رحجان ختم ہو جائے تو دردیں جنین کو صحیح سمت میں دھکیل دیتی ہیں اور زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ ایسے موقع پر کام آنے والی سب دوائیں ازبر ہونی چاہئیں کیونکہ اس وقت موقع نہیں ملتا کہ کتابوں سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ جن عورتوں کے بہت سے بچے ہوں ان کے وضع حمل کے بعد دردوں کے لئے کیوپرم بہت اچھی دوا ہے۔ بعض دفعہ ان دردوں میں تشنج اور اینٹھن ہوتی ہے۔

کیوپرم کی بعض ذہنی علامات بہت نمایاں ہیں۔ اس کا مریض اپنے خیالات اور رحجانات میں تبدیلی نہیں کرتا بلکہ غمگین رہتا ہے، زبان سے ایسے الفاظ ادا کرتا ہے جن کے استعمال کا ارادہ نہیں ہوتا۔ خالی پن کا احساس ہوتا ہے۔ دماغ میں درد ہوتا ہے، سر پر سرخی مائل نیلاہٹ اور سوزش پائی جاتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا سر پر پانی ڈالا جارہا ہے۔ بہت چکر آتے ہیں اور سر آگے کی طرف گرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ پیشانی کنپٹیوں اور گدی میں شدید درد ہوتا ہے جس میں دبانے سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ مریض کے چہرہ پر نیلگوں پیلاہٹ آ جاتی ہے اور وہ کسی گہری فکر اور سوچ میں ڈوبا رہتا ہے۔ ہونٹوں پر نیلاہٹ ہوتی ہے اور مریض کے جبڑے سختی سے بند ہو جاتے ہیں اور مونہہ سے جھاگ نکلتی ہے۔ ناک میں خون کے شدید دباؤ کا احساس ہوتا ہے، قوت شامہ جاتی رہتی ہے مونہہ میں دھات کا مزہ معلوم ہوتا ہے اور بہت تھوک بہتی ہے۔ زبان مفلوج ہو جاتی ہے اور لکنت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔ زبان سانپ کی طرح باہر نکلتی اور سکڑتی ہے۔

کیوپرم کی ایک علامت یہ ہے کہ مریض کو ہچکی لگتی ہے جس سے تشنج شروع ہو جاتا ہے متلی اور قے کی کیفیت کو ٹھنڈا پانی پینے سے آرام آتا ہے۔ سردی لگنے سے متلی اور قے کے دورے شروع ہو جاتے ہیں۔ شدید پیٹ درد اور اسہال جن کے ساتھ تشنجی دورے ہوتے ہیں۔ شکم تن جاتا ہے اور چھونے سے درد ہوتا ہے اندر کی طرف کھنچاؤ محسوس ہوتا ہے۔ اگر اسہال جاری ہوں تو پنڈلیوں میں شدید تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ بائیں جانب پسلیوں کے نیچے کھنچاؤ اور درد جو پیٹھ تک پھیل جاتا ہے۔ ایک اور علامت یہ ہے کہ کوئی مائع پیتے ہی گڑگڑاہٹ کی آوازیں آنے لگتی ہیں کھانسی کے ساتھ بھی گڑگڑاہٹ کی آواز آتی ہے جیسے ٹھنڈا پانی پینے سے آرام محسوس ہوتا ہے۔ کھانسی کے ساتھ دم گھٹتا ہے صبح تین بجے کے بعد اس تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سینے میں بھی تشنج اور گھٹن کا احساس نمایاں ہے۔ سانس کی نالیوں میں بھی تشنج ہوتا ہے اور سانس رکنے لگتا ہے۔ اس کیفیت میں بھی کیوپرم بہت مفید ہے۔

اسی طرح ایک علامت یہ بھی ہے کہ مرگی کے دورہ کے بعد شدید سر درد ہوتا ہے۔ ایسے مریض کو بلاتاخیر کیوپرم دینی چاہئے یہ بہت آرام پہنچانے والی دوا ہے اور اس تشنج کو دور کرتی ہے جس کے نتیجہ میں سر درد ہوتا ہے۔

کیوپرم کے تشنج کا آغاز پیٹ سے شروع ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کا ہیضہ سے بہت گہرا تعلق ہے۔ کیوپرم کی علامات رکھنے والے ہیضہ کو کسی اور دوا سے علاج کرکے دبا دیا جائے تو بسااوقات مرگی کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ ایسی بیماریاں جو کسی وقت غلط علاج کی وجہ سے دب گئی ہوں اور جسم کو ان کی شفا میں حصہ لینے کا موقع نہ ملا ہو ان کی شناخت ہو جائے تو کسی نسخہ کی ضرورت نہیں ہوتی اس دوا تک رسائی کرلیں جس کے عدم استعمال کی وجہ سے بیماری قرار پکڑ گئی ہو یا اس نے اپنی شکلیں بدل لی ہوں اس دوا سے علاج شروع کریں تو ضرور شفا ہوگی انشاء اللہ۔ اگر کیوپرم بیماری کے آغاز میں ضروری ہو اور نہ دی گئی ہو اور مرض بظاہر ختم بھی ہوگیا ہو بعد میں کیوپرم کا دینا ضروری ہوتا ہے۔ اگر بعد میں دی جائے تو اونچی طاقت میں دینا چاہئے تو زیادہ امکان ہے کہ مکمل شفا ہو جائے۔

کیوپرم کا تشنج پوڈوفائیلم سے بھی مشابہہ ہے کیونکہ اس کا آغاز بھی انتڑیوں ہی سے ہوتا ہے اور اس میں شدت بھی پائی جاتی ہے اور انتڑیوں میں گانٹھیں بننے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ تشنج پنڈلیوں میں بھی اترتے ہیں لیکن کیوپرم کے اسہال بہت معمولی اور کم مقدار میں ہوتے ہیں لیکن پوڈوفائیلم میں ایک دم دست شروع ہو جاتے ہیں اور زردی مائل پانی کی طرح جو سخت بدبودار بھی ہوتے ہیں۔

چھوت کے بخاروں میں بھی کیوپرم مفید دوا ہے اس کے علاوہ اگر بیماری از خود ایک عضو کو چھوڑ کر دوسرے عضو میں منتقل ہو جائے مثلاً کن پیڑے دوسرے اعضاء کی طرف منتقل ہوں یا ٹائیفائیڈ کسی حصہ پر فالج بن کر گرے تو کیوپرم مفید ہے۔ بیماری اپنے اصل مقام پر لوٹ آتی ہے اور وہاں علاج سے شفا ہوتی ہے۔ اگر جسمانی بیماری دماغ میں منتقل ہو جائے تو کیوپرم اور ایتھوزا بہت مفید دوائیں ہیں۔ دونوں میں یہ قدر مشترک ہے کہ گرمی سے تکلیفیں بڑھتی ہیں۔ ایتھوزا معدے سے تکلیف کو دور کرکے دماغ میں منتقل کر دیتی ہے اور مریض نیم پاگل ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت مستقل ہے اگر ایتھوزا دیں تو بیماری معدہ کی طرف لوٹتی ہے اور الٹیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ کیوپرم میں انتڑیوں کی سوزش دبا دی جائے تو دماغ پر اثر ہوتا ہے۔ اس میں مریض کے چہرے پر نیلاہٹ پائی جاتی ہے اس لحاظ سے یہ ایتھوزا سے مختلف ہے۔

کیوپرم میں آنکھ کے پٹھے پھڑکتے ہیں۔ یہ علامت اور بھی بہت دواؤں میں پائی جاتی ہے لیکن کیوپرم کا امتیازی نشان یہ ہے کہ کبھی دائیں آنکھ کے پٹھے پھڑکتے ہیں اور کبھی بائیں آنکھ کے۔ جب تشنج شروع ہوتا ہے تو ایک آنکھ میں نہیں ٹھہرتا بلکہ دوسری آنکھ میں منتقل ہو جاتا ہے دونوں آنکھیں بیک وقت نہیں پھڑکتیں۔ اگر بار بار کے تشنج کے نتیجہ میں فالج ہو جائے تو اس میں بھی کیوپرم کو فوراً استعمال کرنا چاہئے۔ اگر یہ مستقل فائدہ نہ دے سکے تو پلمبم دیں کیونکہ پلمبم میں بھی تشنج فالج میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کلائی میں تشنج کی وجہ سے کلائی مڑ جائے اور یہ کیفیت مستقل ہو جائے اردگرد کے عضلات مرنے لگیں تو پلمبم بہترین دوا ہے اسے اونچی طاقت میں دینے سے آرام آ جاتا ہے۔ تشنج کے فوراً بعد فالج کا حملہ ہو جائے اس میں پہلے کیوپرم دینی چاہئے کیونکہ اس کا دائرہ کار تھوڑے وقت پر محدود ہے اگر یہ جلد نہ دی جائے تو بعد میں دینا بےکار ہے کیونکہ مستقل نقصان پہنچ جاتا ہے لمبے عرصہ کے بعد صرف اس وقت فائدہ دے گی جب بیماری نے اپنی شکل بدل لی ہو۔ ایسی صورت میں اگر پچاس سال کے بعد بھی دیں تو اونچی طاقت میں کیوپرم پہلی بیماری کو واپس لاکر شفا بخش دیتی ہے۔ ان دونوں باتوں میں تضاد نہیں ہے بلکہ باریک فرق کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اسی طرح اگر اچانک آنکھ کا چھپر گر جائے اور آنکھ بند ہو جائے تو اس میں کیوپرم اچھی دوا ہے۔ کیوپرم میں تشنج کا وقت مقرر ہے عموماً دو ہفتوں کے بعد واپس عود کر آتے ہیں۔

نوجوان بچیوں کو حیض کے دوران کمر اور پیٹ میں تشنج ہوتا ہے لیکن اگر یہ تشنج پنڈلیوں میں منتقل ہو جائیں تو کیوپرم خاص دوا ہے۔ ہلکی سی متلی اور اسہال بھی ہوتے ہیں۔ اگر حیض کے دوران مرگی کے دورے پڑنے لگیں تو یہ بھی کیوپرم کی علامت ہے۔ نئے چاند کے نکلنے سے اگر تکلیف بڑھے تو اس میں سلیشیا مفید ہے۔

کیرل میں اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی دوسری جلد کی اشاعت

تری ونڈرم۔ ۹ر فروری (فانا) اسلامی پبلشنگ ہاؤس کیرالہ کی فخریہ پیش کش اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی دوسری جلد ماہ رواں کے آخر تک منظر عام پر آنے کی امید ہے۔ اس کی پہلی جلد کا اجراد سمبر ۱۹۹۵ میں ادارہ تحقیقات اسلامی (علی گڑھ) کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فضل الرحمٰن فریدی کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقع پر ریاست کے وزیر اعلیٰ مسٹر اے کے انٹونی کے علاوہ کویت کے ڈاکٹر عبد العزیز نوری اور میدان نشر و اشاعت تجربہ کاروں میں ڈی سی کیرا کوری اور ادیب سی رادھاکرشنا بھی موجود تھے۔

کیرل کے اس اشاعتی ادارے کی طرف سے ۳۰۰ سے زائد کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق ۵۰۰۰۰ سے زائد موضوعات پر مصدقہ اطلاعات کی ذخیرہ اندوزی کا منصوبہ ہے۔ ۲۰ جلدوں پر مشتمل اس ضخیم انسائیکلوپیڈیا کی ہر جلد ۲۰۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگی۔ مضامین کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہوگی۔ جس جلد کی اشاعت عمل میں آچکی ہے اس میں پہلے حرف کے پچاس فی عنوانات ہی شامل ہوپائے ہیں۔ اب اس جلد کے دوسرے حصے کی اشاعت ہوگی۔ کیونکہ یہ صرف ۱۰۰۰ صفحات پر مشتمل شائع ہوا ہے۔ جس میں کل ۲۶۹۸ موضوعات پر معلومات کی ذخیرہ اندوزی کی گئی ہے۔

ڈیزائننگ وکمپوزنگ : کرشن احمد قادیان۔ مصباح الدین قادیان